Regd. No. E.P. 67
رجسٹرڈ نمبر ای. پی ۶۷

جلد ۶ | ۱۲؍ فتح ۱۳۳۶ ہش | ۲۰؍ جمادی الاول ۱۳۷۷ھ . ۱۲؍ دسمبر ۱۹۵۷ء | نمبر ۵۰

# اسلام — صلح وسلامتی کا پیغام

سلسلے کے لئے ملاحظہ ہو بدر مورخہ ۵؍۱۲؍۵۷

از مکرم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم کلکتہ

(۶)

حریت ضمیر اور آزادئ رائے انسان کا پیدائشی حق ہے۔ اس حق کے لئے دنیا میں بڑے بڑے ہنگامے ہوتے ہیں۔ قوموں پر قوموں نے چڑھائیاں کیں۔ حکومتوں پر حکومتیں حملہ آور ہوئیں۔ امن وامان تہ وبالا ہوا۔ مگر پھر بھی تسلی نہ ہوئی اور نہ ہی امن وسلامتی قائم ہوئی۔ البتہ حریت ضمیر اور آزادئ رائے کی مٹی خوب پلید ہوئی۔ بڑے بڑے جہاندار وجہانبان جو بزعم خویش آزادئ افکار کے علمبردار تھے وقت آنے پر بری طرح فیل ہو گئے۔

یہ امر موجب مسرت ہے کہ اس بارہ میں بھی اسلام کا چہرہ بے داغ اور صاف شفاف ہے۔ کیونکہ اس نے یہ لاگ اعلان کیا ہے۔ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی نیز فرمایا۔ "من شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر" یعنی دین ومذہب کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں۔ جب حق وباطل میں پوری پوری تمیز ہو گئی۔ اور کسی طرح کا شک وشبہ باقی نہ رہا تو ہر شخص کو اختیار ہے۔ چاہے ایمان لائے چاہے انکار کر دے۔ گویا اسلام غیر مبہم اور واضح الفاظ میں سب کو فکر ودماغ کی آزادی بخشتا اور حریت ضمیر کا اعلان کرتا ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ بانئ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں ایسا شاندار نمونہ پیش فرمایا ہے کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔

کون نہیں جانتا کہ اسلام کی مکی زندگی گویا جانکنی کی زندگی تھی۔ کفار کا مشغلہ ہی یہ تھا کہ ہر آن مریخ دغا تجان مسلمانوں کو گاجر اور مولی کی طرح کاٹ اور بھیڑ اور بکری کی طرح ذبح کیا کرتے تھے۔ لیکن جب مکہ فتح ہوا اور بانئ اسلام صلعم دس ہزار قدوسیوں کے جلو میں داخل شہر ہو گئے تو اسلامی رعب اور دبدبہ کا یہ عالم تھا کہ ذرا سا اشارہ اہل مکہ کو مسلمان بنانے کے لئے کافی تھا۔ کیونکہ جان بڑی پیاری ہوتی ہے مکے والے ایسے بے پناہ مظالم کے اقبالی مجرم تھے اور بڑی سے بڑی خوفناک پاداش کے سزاوار مگر سرور کونین حضرت رسول خدا صلعم کا عفو عام کا اعلان آڑے آیا۔ اور آن کی آن میں مکہ کی جنگی فضاء میں صلح وسلامتی کا پھریرا لہرانے لگا۔

اگرچہ دشمنان اسلام اعتراض کرتے ہیں کہ اس موقع پر آنحضرت صلعم کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا تھا کہ جو شخص کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہو جائے گا اس سے کوئی تعرض نہ کیا جائے گا۔ لہٰذا لوگ ڈر گئے اور اسلام لے آئے۔ مگر یہ معترض آج تک ان نومسلموں کی نشاندہی نہیں کر سکے۔ مزید برآں یہ بھی واضح رہے کہ حضور صلعم کے اعلان میں یہ بھی تھا کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا۔ اس کی جان بخشی کر دی جائے گی۔ نیز جو شخص اپنے گھر میں داخل ہو کر دروازہ بند کرے گا وہ بھی مامون ومحفوظ رہے گا اور جو شخص کہیں پناہ نہ لے سکے اگر وہ ہتھیار پھینک دے گا۔ تو اس کو بھی امان دے دی جائے گی۔ ان حالات میں اگر کوئی بھی جان بچانا چاہتا تھا تو وہ قبول اسلام کے لئے مجبور تو نہیں بلکہ وہ اس غرض کے لئے دوسرے راستے اختیار کر سکتا تھا۔

معلوم ہوتا ہے کہ معترض کے خیال میں

(باقی صفحہ ۲)

## اخبار احمدیہ

قادیان ۱۰ دسمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق کوئی تازہ اطلاع تو موصول نہیں ہوئی۔ البتہ اخبار الفضل میں شائع شدہ ۶ دسمبر کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت حال ناسازت جیسا کہ احباب کو علم ہے۔ تفسیر صغیر کے سلسلہ میں مسلسل محنت اور ساتھ ہی ساتھ سلسلہ کے دیگر امور سرانجام دینے کا حضور کی صحت پر اثر پڑا ہے۔ اور اب جلسہ سالانہ بھی قریب آرہا ہے جس میں حضور کو اور زیادہ محنت کرنی پڑے گی اس لئے احباب خاص توجہ اور التزام کے ساتھ حضور کی صحت اور درازئ عمر کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

ربوہ ۵ دسمبر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کو انفلوائنزا کا پھر حملہ ہوا ہے اور تمام جسم میں درد ہے۔ اور اعصابی بے چینی بھی ہے احباب دعا ئے صحت فرمائیں۔

قادیان ۹ دسمبر۔ جناب شیخ عبد الحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال کو آج اللہ تعالیٰ نے دوسرا لڑکا عطا فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ نو مولود کو لمبی عمر عطا فرمائے ۔ اور خادم دین بنائے۔ آمین۔

۱۰ دسمبر۔ محترم مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل وعیال بخیریت ہیں۔ الحمد للہ

---

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدیم صحابی

## حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی الاسدی انتقال فرما گئے

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

قادیان ۶ دسمبر۔ نہایت رنج اور افسوس کے ساتھ احباب جماعت تک یہ خبر پہنچائی جاتی ہے کہ کل بروز جمعرات مورخہ ۵ دسمبر کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم اور مخلص صحابی حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی الاسدی سکندر آباد میں رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون - قادیان میں آپ کی وفات کی اطلاع محترم حضرت سیٹھ عبد اللہ الٰہ دین صاحب امیر جماعت احمدیہ سکندر آباد کی تار سے ملی - خبر ملتے ہی تمام درویشان کرام کے دلوں میں رنج وغم کی لہر دوڑ گئی - اور بعد نماز جمعہ محترم مولوی عبد الرحمان صاحب فاضل جماعت احمدیہ قادیان نے تمام درویشان قادیان سمیت آپ کا جنازہ غائب پڑھا - اگرچہ ایک عرصہ سے آپ کی صحت کمزور ہو چکی تھی۔ تالیف وتصنیف کے کام جو آپ کا محبوب مشغلہ تھا آخری وقت تک لگے رہے۔ . . . . . . حدیث کی تاریخ میں حضرت شیخ صاحب رضی اللہ عنہ کا نام نامی نہایت عزت واحترام سے قائم ودائم رہے گا۔ بلکہ جس طور سے سلسلہ کی قلمی خدمت بجالانے کی آپ کو سعادت حاصل ہوئی وہ آپ ہی کا حصہ ہے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں آپ کو اخبار الحکم (جس کے آپ مالک ومؤسس تھے) نہ صرف جاری کرنے کا موقعہ ملا۔ بلکہ اس کے ساتھ آپ نے حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کے ملفوظات وتقاریر کو محفوظ کرنے اور انہیں اطراف وجوانب میں پھیلانے کی سعادت حاصل کی۔ حتیٰ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الحکم کو اپنا بازو قرار دیا۔

حضرت عرفانی صاحب کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم صحابی ہونے اور پھر صحافتی لائن اختیار کرنے کی وجہ سے سلسلہ کی ابتدائی تاریخ محفوظ کرنے میں بہت بلند مقام حاصل ہے۔ آپ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ سے غیر معمولی عشق ومحبت رکھتے تھے۔ منکرین خلافت احمدیہ کے لئے آپ کا وجود ایک کھلی تلوار تھا۔

تقسیم ملک کے بعد آپ ہندوستان ہی میں رہے۔ البتہ عمر کے آخری حصہ میں آپ کا زیادہ تر قیام ریاست حیدر آباد ہی میں رہا۔ جہاں آپ تالیف وتصنیف کے کام میں مصروف رہے چنانچہ اس عرصہ میں متعدد کتب تالیف فرمائیں اور حقائق ومعارف قرآنیہ کا ایک مفید سلسلہ جاری فرما کر بیش بہا قیمتی مضامین پر روشنی ڈالی اسی عرصہ میں چند بار قادیان میں بھی تشریف لائے۔ اور جتنے دن ٹھہرے۔ صبح شام روحانی مجلس جاری رہتی۔ آپ کی انتہائی خواہش تھی کہ جماعت کے نوجوان سلسلہ کے لئے کوئی ٹھوس مفید علمی خدمت بجا لائیں۔ الغرض آپ کی وفات سے جماعت ایک بڑے نقصان سے دوچار ہوئی۔

ادارہ بدر آپ کے جملہ لواحقین کے ساتھ دلی تعزیت کرتے ہوئے اُن کے غم میں برابر شریک ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ اور آپ کے جملہ پسماندگان کا حافظ وناصر ہو۔ آمین۔ اور آپ کی وفات سے جو خلا جماعت میں پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کے پُر کرنے کے سامان کرے۔ آمین۔

مکرم صلاح الدین ایم۔ اے پبلشر نے ملک آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان ـــــ مورخہ ۱۲ر دسمبر ۱۹۵۷ء

# زندہ اور فعّال جماعت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں اپنی امت کے تنزل کے وقت اس کے متعدد فرقوں میں بٹ جانے کی خبر دی وہاں حضورؐ کے اس ارشاد میں امید کی شمع بھی ہمیشہ کے لئے روشن نظر آتی ہے۔ کہ

لاتزال طائفة من امتی
ظاهرین علی الحق۔

جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ آپ کی امت پر تنزل کے لحاظ سے خواہ کیسا ہی برا زمانہ کیوں نہ آجائے خدا تعالیٰ کی مخفی حکمتیں ہر زمانہ میں ایک نہ ایک گروہ کو حق پر گامزن رکھے گا۔ درحقیقت یہی وہ امتیازی خصوصیت ہے جو آپؐ کی اُمّت کو دیگر اُمم سابقہ سے ممتاز کرتی ہے۔ اور اسی کے سبب اسلام کو بھی بجا طور پر ایک زندہ مذہب قرار دیا جا سکتا ہے۔ اُمّتِ محمدیہ کی ساڑھے تیرہ سو سالہ لمبی تاریخ، انذار و تبشیر کے دونوں پہلوؤں پر مشتمل آپؐ کی اس عظیم الشان پیشگوئی کے سچا ہونے پر مہرِ تصدیق ثبت کرتی ہے۔ جبکہ ہر زمانہ میں کاملینِ اُمّت نے اس شمع کو روشن رکھا۔ بلکہ اسلام کی اس امتیازی خصوصیت کی مزید وضاحت ہر سو سال کے بعد مبعوث ہونے والے مجددین کی نسبت خبر صادق میں بیان کی گئی ہے جبکہ فرمایا:۔

اِن اللّٰہ یبعث لهٰذه الامة
علیٰ رأس کل مائة سنة
من یجدّد لها دینها۔

اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ امتداد زمانہ کے باعث جب بھی اس امت میں خرابیاں پیدا ہونگی۔ خدا تعالیٰ مجددین کے ذریعہ اس امتِ مرحومہ کی اصلاح کے سامان کرتا رہیگا

اسلام کے بیسیوں فرقوں پر مجموعی نظر کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بیشتر فرقہ ہائے اسلام اپنی اصلیت و ابتدا کے لحاظ سے امت کے لئے نور و برکت کا موجب تھے لیکن امتداد زمانہ کے باعث جوں جوں اُن میں بگاڑ اور خرابی نے راہ پائی خدا کی نصرت اُن سے جاتی رہی۔ بالآخر ایک جدید فرقہ نے اس کی جگہ لے لی۔ ایسی صورت میں اگر پہلے فرقہ والے ناراض ہو کر مؤیدین اللہ نئے فرقہ کی طرح معاندانہ نظر سے دیکھیں تو یہ ان کی غلطی ہے۔ کیونکہ عقلمندی تو اس بات میں ہے کہ وہ بدلے ہوئے حالات سے سبق حاصل کریں اور خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے پورے مطیع اور فرمانبردار بن کر اس برگزیدہ جماعت میں شامل ہوں تا اُن آسمانی برکتوں سے حصہ پائیں جو ہر زمانہ کی روحانی جماعت کے لئے مقدر ہیں۔

اس وقت ہمیں ساڑھے تیرہ سو سال کی لمبی تاریخ اسلام پر تفصیلی نظر مقصود نہیں بلکہ ہم صرف فرقہ اہل حدیث کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ جسے کسی وقت بجا طور پر اس بات کا فخر حاصل رہا ہے کہ اس کے اسلاف ما أنا علیه واصحابی کی جیتی جاگتی تصویر تھے مگر خدا کی اُس سنت قدیمہ کے ماتحت جس کا ذکر اشارۃً اوپر ہو چکا ہے دیگر فرقہائے اسلام کی طرح اس زمانہ میں اس فرقہ کے لوگ بھی جادہ صواب سے بھٹک چکے ہیں اور یہ فرقہ بھی ایک ثمردار درخت کی اُس شاخ کی طرح ہو گیا ہے۔ جس کے خشک ہو جانے کی وجہ سے اُس سے شیریں پھلوں کی امید نہیں ہو سکتی۔

چنانچہ اس کے ثبوت میں "جماعت اہلحدیث کے خصوصی ترجمان" پرچہ "اہلحدیث دہلی" مجریہ ۱۵ر نومبر ۵۷ء کے مقالہ افتتاحیہ کے حسب ذیل اقتباسات کافی ہیں:۔

"صفائی کے ساتھ ہمیں یہ بات کہنے میں باک نہیں کہ ہمارے اور دوسرے اربابِ امت کے مابین دینی غفلت اور عملی تہاون کے اعتبار سے کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا۔ لاریب ہمارا ایمانی اور اعتقادی پہلو صحیح ہے مگر عملی اعتبار سے ہم اپنے اندر کوئی امتیازی بات ایسی نہیں دیکھتے جس سے دوسرے ارباب متاثر ہوں"۔

آگے چل کر اہلحدیثوں کو مخاطب کر کے لکھا:۔

"یہ جو کبھی کبھی تمہارے خطیب منبروں پر چڑھ کر سید الانبیاء کا فرمان لاتزال طائفة من امتی قائمین علی الحق لایضرهم من خالفهم کو جھوم جھوم کر پڑھتے ہیں۔ اور حدیث متفرق امت کا عنوان پیدا کر کے اپنے کو ما أنا علیه واصحابی کا مصداق ٹھہراتے ہیں۔ اور آپ سُن کر خوش ہوا کرتے ہیں کیا آپ نے اپنے صحیح منصب کو سمجھ لیا ہے"

اس کے بعد جماعت اہلحدیث کی عملی ابتر حالت کا نقشہ ان عبرتناک الفاظ میں کھینچا:۔

"جماعتی سیرت کے اعتبار سے تمہارے اندر وہ مودت و محبت اخلاص، جماعتی عصمت۔ اخوت اجتماعیت اور تنظیم ہرگز نہیں جو ہمارے سلف میں تھی"

"تمہاری یہ حالت ہے کہ تمہاری تنظیم بارہ بانٹ ہے۔ تمہارا مرکز آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کے نام سے زندگی کی پچاس سالہ منزلیں طے کر کے تمہاری بے حسی کی وجہ سے نزع کی حالت میں مبتلا ہے دس پندرہ سال سے اس کا کوئی اجلاس عام بھی نہ کر سکے۔ تمہاری صوبجاتی کانفرنسیں۔ تمہاری انجمنیں تمہارے مدرسے، تمہارے دار العلوم افتراق اور بے اعتمادی کا نشانہ بنے ہوئے ہیں تم اپنے اکابر کا احترام نہیں کرتے تمہیں اپنے کارکنوں پر اعتماد نہیں، تمہارے کارکن تمہاری نکتہ چینی سے خوف کھاتے ہیں، تمہارے اندر جماعتی اخوت و ہمدردی کی سپرٹ مفقود ہو چکی ہے، تمہارے علماء و فضلاء اور لیڈر آپس میں نکتہ چینیاں اور عیب جوئیاں کرتے رہتے ہیں۔ تمہاری نئی پود کے اندر سے مسلک عمل بالحدیث کی روح ختم ہو رہی ہے"

یہ واضح حقائق جو اس فرقہ کے خصوصی ترجمان کی اپنی عبارت سے ظاہر ہیں۔ ہر سمجھدار محب اسلام کو غور و فکر کی کھلی دعوت دیتے ہیں۔ چونکہ اسلام کے شیریں پھلوں والے درخت کی نسبت خدا تعالیٰ کا حتمی وعدہ ہے کہ تؤتی اکلها کل حین باذن ربها اس لئے مناسب ہے کہ خشک شاخ کو چھوڑ کر اُسی شجرہ طیبہ کی دوسری سرسبز و شاداب شاخ سے (ربانی صلا پر)

# ربوہ میں ہمارا سالانہ اجتماع

از محترم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

قادیان میں جلسہ سالانہ تو ماہ اکتوبر میں گذر گیا۔ اب ماہ دسمبر کی ۲۶ ر ۲۷ ر ۲۸ تاریخ کو ربوہ (پاکستان) میں جماعت احمدیہ کا گیارھواں سالانہ جلسہ منعقد ہو رہا ہے۔ اس کے متعلق محترم قاضی صاحب نے اپنے خیالات کو نظم فرمایا ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک خطبہ جمعہ کی وضاحت کے مطابق چونکہ اس سال کا جلسہ سالانہ بعض خصوصیات رکھتا ہے۔ اس لئے محترم قاضی صاحب نے اپنی نظم کے آخری حصہ میں غالباً اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ چونکہ قاضی صاحب ضعیف العمری کے باعث ایک عرصہ سے کمزور اور بیمار ہیں۔ اس لئے احباب جماعت خصوصیت سے ان کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہمارے لئے تادیر کامل صحت و سلامتی سے رکھے۔ آمین۔ (ایڈیٹر)

پھر جشنِ سالانہ "ربوہ" کا زماں ہے
پھر تازہ ہوا ولولہ، روح ایازی
پھر دائمی مرکز کی مجھے یاد ستائے
جس دار میں نازل ہوا موعود کہ جس کی
لے بدر تجھے دیکھ کے گیا ہے
در دل ہے میں در حفظِ مقاماتِ مقدس (قادیان)
پہنچائیگا پھر وہ منزلِ مقصود یہ تجھ کو
لے کام مجاہد تو زبان اور قلم سے
تفسیر صغیر اکمل پھر ور نے دیکھی
سر چشمہ معارف کا حقائق کا خزینہ

پھر قافلۂ شوق سوئے ذوق رواں ہے
محمود بصد شوکت و شان جلوہ کناں ہے
پھر سے تصور میں وہی دار اماں ہے
اب شرق و مغرب میں مسیحائی عیاں ہے
تجھ میں مرے محبوب کا نورانی نشاں ہے
پر تیرا ٹھکانا دلِ مہجور کہاں ہے
جس ہاتھ میں جماعۂ عالم کی عناں ہے
ناکام نہ ہو معرکۂ سیف و سناں ہے
یہ مصلح موعود مطہرؓ کا نشاں ہے
اصلاح تراجم کی۔ تفاسیر کی جاں ہے

قرآن کے مطالب ہیں میں اکثر جو غرائب
لایا وہ ثریا سے مسیحائے زماں ہے

# لازمی چندہ جات

موجودہ مالی سال کے سات ماہ گذر چکے ہیں۔ اکثر جماعتوں کی طرف سے نسبتی بجٹ کے مطابق چندہ جات کی رقوم وصول ہو کر مرکز میں نہیں پہونچ رہیں۔ اس لئے تمام عہدیداران مال سے درخواست ہے۔ کہ گذشتہ سات مہینوں کے بقایا وصول کر کے اور آئندہ ہر ماہ باقاعدہ وصولی کرتے ہوئے سو فی صدی بجٹ پورا کرنے کی طرف ابھی سے خاص طور پر توجہ دیں۔

ناظر بیت المال قادیان

# آہ! حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی بھی رحلت فرما گئے

## اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

(از محترم مولوی عبدالرحمان صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان)

حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کی تار سے حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ کی وفات کے متعلق رنجیدہ خبر موصول ہوئی۔ میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ حضرت عرفانی صاحب ایسی حالت میں ہمیں داغ مفارقت دے جائیں گے۔ کیونکہ ابھی چند روز ہی گذرے تھے کہ میں آپ کو بالکل صحیح وسلامت حالت میں سکندر آباد میں چھوڑ کر آیا تھا۔ چند روز ہوئے میں حیدر آباد، سیٹھ معین الدین صاحب کی بچی کی شادی پر گیا۔ جب برات سکندر آباد پہنچی۔ تو حضرت شیخ صاحب بھی برات کے استقبال کے لئے سکندر آباد تشریف لائے ہوئے تھے۔ اس کے بعد دعوت ولیمہ کے دن بھی تشریف لائے۔ اور پھر جب میں واپس آنے لگا تو مجھے آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت آپ کی صحت بالکل ٹھیک تھی۔ اور اچھی طرح چلتے پھرتے تھے۔ بلکہ آخری دفعہ تو بالا خانہ کی سیڑھیاں خود چڑھ کر آئے۔ میں بھی ایک دفعہ آپ کے مکان پر ملاقات کی غرض سے گیا تو فرمایا کہ جب سے میں اس مکان میں آیا ہوں مجھے بہت آرام ہے۔ اور میری صحت بھی دن بدن ترقی کر رہی ہے۔ اسی طرح کافی دیر تک ایسی باتیں کرتے رہے۔

حضرت شیخ صاحب رضی اللہ عنہ کو مجھ سے خاص محبت تھی۔ جس کی وجہ وہ خود بتایا کرتے تھے کہ تم میرے بیٹے محمود احمد عرفانی کے دوست اور سکول فیلو ہو اور بعد میں دونوں مل کر سلسلہ کی خدمت میں دوش بدوش کام کرتے رہے ہو۔

۱۹۲۱-۲۲ء کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ پہلے بھی مجھے قادیان سے حیدر آباد جانے کا موقعہ ملا۔ جبکہ میں حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کے بچوں کو اس جگہ چھوڑنے گیا۔ جب میں سکندر آباد پہنچا تو وہ عید کا دن تھا۔ محترم سیٹھ صاحب ہم سب کو اسٹیشن سے ہی سیدھا عید کی نماز کے لئے حیدر آباد لے گئے۔ جہاں جاکر ہم سب نے عید کی نماز ادا کی۔ اُن دنوں حضرت عرفانی صاحب بھی سکندر آباد میں نظام حیدر آباد کے کسی رشتہ دار کے مختار کے طور پر کام کرتے تھے۔ اور ایک ہوٹل میں آپ کا قیام تھا۔ آپ عید میں دیر سے پہنچے جس کی وجہ سے آپ کو عید کی نماز نہ ملی۔ اس بات سے انہیں سخت ملال ہوا۔ جونہی خطبہ کے بعد انہوں نے مجھے دیکھا آگے بڑھے اور مجھے گلے لگا کر لے اور اپنی موٹر میں بٹھا کر مختلف جگہوں کی سیر کراتے ہوئے سکندر آباد پہنچے۔ رستہ میں قادیان کے حالات دریافت کرتے رہے۔ جملہ حالات سن کر بہت مسرور ہوئے اور فرمایا کہ آج عید کی نماز نہ ملنے کی وجہ سے طبیعت پر جو بوجھ تھا۔ تمہاری ملاقات اور قادیان کے حالات سننے سے ہلکا ہو گیا۔

حضرت شیخ صاحب مرحوم کی حیثیت احمدیہ جماعت میں آپ کی نمایاں خدمات وشہرت کی وجہ سے ایسی ہے کہ تمام احباب جماعت آپ کی ذات سے واقف وآگاہ ہیں۔ آپ کی تمام خدمات ہر لحاظ سے قابل قدر ہیں۔ آپ نے نہ صرف قلمی جہاد میں سلسلہ کی بیش بہا خدمت کی۔ بلکہ جماعت کے انتظامی حصہ میں بھی مختلف اوقات میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ مدرسہ (؟) بھی رہے۔ جنرل سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ وغیرہ کا کام بھی سرانجام دیتے رہے۔ سرکاری افسران کے ساتھ ملنے کا خاص ملکہ رکھتے تھے۔ اور اپنی معقولیت سے بڑے افسران کو اپنی بات کا قائل کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس کے اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ اور ہمیں آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

فاکسار عبدالرحمن امیر جماعت احمدیہ قادیان (۸/۱۲/۵۷)

---

## مدراس کے نئے گورنر صاحب سے احمدیہ وفد کی ملاقات

اور

## اسلامی لٹریچر کی پیشکش

مدراس: ۱۲ر نومبر۔ محترم مولوی عبدالرحمان صاحب فاضل ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان مع دیگر مبلغین سلسلہ کے ایک شادی کے سلسلہ میں مدراس تشریف لے گئے۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جملہ مبلغین کرام پر مشتمل ایک وفد نے مدراس کے نئے گورنر صاحب مسٹر پی۔ وی راج منار سے ملاقات کی۔ اس وفد میں محترم مولوی صاحب موصوف کے علاوہ حسب ذیل احباب شامل تھے۔ مکرم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ دہلی۔ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ مدراس۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب مبلغ کلکتہ۔ مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل یادگیر مکرم محمد کریم اللہ صاحب ایڈیٹر آزاد نوجوان مدراس اور مکرم حکیم محمد دین صاحب مبلغ حیدر آباد دکن۔

بوقت دس بجے صبح راج بھون میں جناب گورنر صاحب سے ملاقات ہوئی۔ چائے کے بعد وفد نے تحریک احمدیت کے اغراض ومقاصد۔ جماعت کی بین الاقوامی حیثیت اور ہر زمانہ میں روحانی مصلحین کی ضرورت کی وضاحت کی۔ اور مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل سنسکرت نے بہت سے شلوک پڑھ کر بتایا کہ روحانی مصلحین کی آج بھی دنیا کو ضرورت ہے۔ اس اثناء میں جناب گورنر صاحب کے سوالات کے جواب تسلی بخش طور پر دیئے گئے۔ اسی طرح آدھ گھنٹہ تک روحانی امور پر تبادلہ خیالات جاری رہا۔ بالآخر مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ مدراس نے جناب گورنر صاحب کی خدمت میں اسلامی لٹریچر بزبان انگریزی پیش فرمایا۔ جسے گورنر صاحب نے شکریہ کے ساتھ قبول فرمایا۔

---

# درویشان قادیان کے متعلق معاصر ریاست دہلی کا قابل قدر نوٹ

معاصر ہفت روزہ ریاست دہلی نے اپنی ۲ر دسمبر ۵۷ء کی اشاعت میں زیر عنوان "جائیداد درگاہ قلندر صاحب واپس" ایک نوٹ میں قادیان کے درویشان کا نہایت عزت واحترام سے ذکر فرمایا ہے۔ جسے بجنسہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انقلاب ۴۷ء میں جب قادیان کی کثیر آبادی کو اپنا مقدس مقام چھوڑنا پڑا۔ تین سو تیرہ خوش قسمت رو(؟) نے ہر قسم کے مخالف حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنے مقامات مقدسہ کی خدمت وآبادی کا عہد کرکے اس جگہ قیام کیا اور اب تک یہیں مقیم ہیں۔ یہ بڑی سعادت ہے جو محض خدا کے فضل ہی سے انہیں حاصل ہوئی۔ ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء۔

اس عرصہ میں مقامات مقدسہ کی خدمت کے علاوہ وہ نیک خیالات کے پرچار سے بھی (جو ان کا اصل کام ہے) غافل نہیں رہے۔ چنانچہ دور دراز سے آنے والے ایسے غیر مسلم حضرات جو صرف احمدیوں کے اس مقدس مرکز کی زیارت کی غرض سے اس جگہ آتے ہیں وہ انہیں جماعت کی امن وصلح کی تعلیم سے واقف وآگاہ کرتے ہیں اور ساتھ ہی ملک بھر میں پھیلے ہوئے ایسے ہی مبلغین کی نگرانی اور اُن کے لئے لٹریچر کی تیاری وغیرہ کا کام بھی ان ہی کے سپرد ہے۔

اس موقعہ پر اس بات کا ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی جائیداد بھی حال محکمہ کسٹوڈین کے ہی قبضہ میں ہے۔ اور اب درگاہ قلندر صاحب کی جائیداد کو اس کے متولی کو واپس کئے جانے پر نگاہ کرتے ہوئے یہ توقع کی جاتی ہے کہ سیکولر سٹیٹ اس جائیداد کو اس انجمن کے سپرد کرکے اپنی سیکولر پالیسی کا ثبوت بہم پہنچائیں گے۔ (ایڈیٹر)

"پانی پت کی اطلاع ہے۔ کہ وہاں کی درگاہ حضرت قلندر صاحب کی جائیداد اس درگاہ کے متولی مولوی بقاء اللہ کو واپس کر دی گئی ہے۔ یہ جائیداد قابل کاشت زمین کے علاوہ دس مکانات پر مشتمل ہے۔ اور کئی برس کی عدالتی کشمکش کے بعد یہ فیصلہ ہوا۔

اس درگاہ کے سلسلہ میں یہ واقعہ انتہائی دلچسپ ہے کہ جب مشرقی پنجاب میں خونریزی کا بازار گرم تھا۔ مسلمانوں کا مسلمان ہونا ہی ناقابل معافی جرم تھا۔ مشرقی پنجاب کے کسی ضلع کے کسی مقام پر بھی کوئی مسلمان باقی نہ رہا اور یہ یا تو پاکستان چلے گئے اور یا قتل کر دیئے گئے۔ تو پانی پت میں تو صرف یہ مولوی بقاء اللہ ہی ایسے تھے جنہوں نے اپنی زندگی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے درگاہ کو نہ چھوڑا اور قادیان میں چند درویش صفت احمدی تھے جنہوں نے اپنے مقدس مذہبی مقامات کو چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ اور انہوں نے ننگ شرافت لوگوں کے ننگ انسانیت مظالم برداشت کئے۔ اور جن کو بلا خوف تردید مرد مجاہد قرار دیا جا سکتا ہے اور جن پر آئندہ کی تاریخ ہمیشہ ہی فخر کرے گی۔ کیونکہ امن اور آرام کے زمانہ میں تو ساتھ دینے والی تمام دنیا ہوا کرتی ہے۔ ان لوگوں کو انسان نہیں فرشتہ قرار دیا جانا چاہیئے جو اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر اپنے شعار پر قائم رہیں اور موت کی پرواہ نہ کریں۔

کئی برس ہوئے مولوی بقاء اللہ سے ایڈیٹر "ریاست" کو ملنے کا اتفاق ہوا اور اس معمر شخص سے جب باتیں ہوئیں اور تمام حالات معلوم ہوئے تو ایڈیٹر ریاست نے ان کے دل کو ٹٹولنے کے لئے ان سے کہا کہ یہ پاکستان چلے جائیں تاکہ ان کی زندگی محفوظ رہے اور یہ مذہبی تعصب کے شرمناک سلوک کا شکار نہ ہوں۔ تو اس مرد مجاہد نے جو جواب دیا اس کی توقع صرف بہت ہی بلند اور قوت ارادی کے انتہائی مضبوط لوگوں سے ہی کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ آپ کے اس جواب کے بعد "ریاست" میں کئی ایڈیٹوریل لکھے گئے۔ اور اب بھی جب اس قابل احترام شخصیت اور قادیان کے درویشوں کے اُسوہ حسنہ کا خیال آتا ہے تو عزت واحترام کے جذبات کے ساتھ گردن جھک جاتی ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ ایسی شخصیتیں ہیں جن کو آسمان سے نازل ہونے والے فرشتے قرار دیا جانا چاہیئے"۔

# اسلام — صلح و سلامتی کا پیغام

(بقیہ صفحہ ۱)

کی نبرد آزماؤں کا اپنے گھروں میں دربند ہو جانا، یا ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے لینا یا ہتھیار پھینک دینا تو ایسے اعمال حسنہ تھے جو ان واجب القتل، گردن زدنی اور کشتنی کفار مکہ کی معافی کا باعث بن سکتے تھے۔ لیکن "قبول اسلام" ایسی حقیر چیز تھی کہ اس کے باوصف ضروری تھا کہ ان کی گردنیں ماری جاتیں۔

حق یہ ہے کہ اہل مکہ کسی رعایت اور نرمی کے مستحق نہ تھے۔ اور فتح مکہ کے دن ان کی کوئی قربانی ان کی سفارشی نہ ہو سکتی تھی۔ مگر اس کے باوجود حضرت رسول کریم صلعم نے عفو عام کا اعلان کر کے ان سے درگذر فرمایا۔ اور قرآنی آئین لا اکراہ فی الدین کو عملی جامہ پہنا کر دکھا دیا۔

(۷)

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ذرا سی ناراضگی اور خفگی کو اتنا طول دیدیا جاتا ہے۔ کہ باہم ملنے کی کوئی صورت ہی نہیں رہتی۔ پھر جب اسی قسم کی شکر رنجیاں ملک و قوم میں سرایت کر جاتی ہیں۔ تو باہمی بد اعتمادی کے ہاتھوں صلح و سلامتی کا کریا کرم ہو جاتا ہے اور آئے دن باہمی چپقلش اور آویزش کے مواقع پیدا ہونے لگتے ہیں۔

اسلام نے بڑے ہی دلآویز پیرایہ میں اس بڑھتی ہوئی بدگمانی کا سدباب کیا ہے فرمایا "تعاونوا علی البر والتقوی" یعنی نیکی اور تقویٰ کے معاملات میں باہمی تعاون ضروری ہے اس سے دریغ نہ ہونا چاہیئے۔ اس پر مستزاد یہ کہ یہود و نصاریٰ کو جو اسلام کے شدید ترین معاند تھے بایں الفاظ دعوت تعاون دی "تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا و بینکم" یعنی جو امور ہم سب میں مشترک ہیں ان کے لئے ہمیں مل کر کام کرنا چاہیئے۔ تا

Common cause کو نقصان نہ پہنچے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح مل جل کر کام کرنے سے باہمی شکر رنجیاں اور غلط فہمیاں دور ہوں گی۔ اور یہ ظاہراً سا تعاون کچھ عرصہ کے بعد تعاون کامل پر منتج ہوگا۔ انجام کار ناراضگی کی جگہ رضامندی، غلط فہمی کی جگہ خوش فہمی، عداوت کی جگہ دوستی، اور نفرت و حقارت کی جگہ عزت و احترام کے جذبات پیدا ہونگے اور اس طرح امن و امان قائم ہوگا اور صلح و سلامتی کو تقویت پہنچے گی۔

بعثت نبوی سے پہلے حضرت رسول مقبول صلعم "حلف الفضول" میں شامل ہوئے تھے اس عہد نامے کا مقصد یہ تھا کہ اس کے ممبر [illegible] جب آنحضرت صلعم نے [illegible] آپ کا دشمن ہو گیا

تو اس وجہ سے بھی آپ نے اس عہد نامہ کو سراہا۔ اور فرمایا کہ اگر آج بھی یہ تحریک زندہ ہو۔ اور مجھے اس کی رکنیت کے لئے بلایا جائے تو میں ضرور لبیک کہوں گا۔ گویا حضور صلعم عملاً Common cause کے لئے حقیقی تعاون پر آمادہ رہتے تھے۔ اور یہی تلقین فرماتے تھے اور یہی وہ راہ عمل ہے جس کی دعوت قرآن کریم نے دی ہے۔

(۸)

فی زمانہ اسٹرائکوں اور ہڑتالوں کی وبا ایسی عالمگیر ہو گئی ہے۔ کہ کوئی ملک اور کوئی جگہ اس کی زد سے محفوظ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آئے دن اس باغیانہ سپرٹ اور بدنظمی کی وجہ سے امن و امان کا شیرازہ پراگندہ ہوتا رہتا ہے۔ اور شر و فساد اور بدامنی کی آگ بھڑکتی رہتی ہے۔ اور اب تو نوبت ایں جا رسید کہ ہڑتالوں اور سٹرائیکوں کو رواج دینے والے خود بھی ان سے عاجز آ گئے ہیں۔ اور بار بار اپیلیں کرتے ہیں کہ نظم و نسق میں رخنہ اندازی ملک کو تباہ کر دے گی۔ اس سے باز رہو مگر کون سنتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ جب تک آئین پروری کا جذبہ عام نہ ہوا اور ہر شخص کے دل میں خاندانی، جماعتی، قومی اور ملکی قوانین کی پابندی کی زندہ روح نہ پائی جائے۔ تب تک گھر ہو یا خاندان، سوسائٹی ہو یا قوم، جماعت ہو یا ملک، کبھی بھی صلح و سلامتی اور امن و امان قائم نہیں رہ سکتا۔ برعکس اس کے ہر جگہ بدامنی، بدنظمی، شر و فساد اور ہنگامہ برپا رہے گا۔

اسلام نے اس بارہ میں بھی بایں الفاظ زریں ہدایت دی ہے کہ "اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم" تمہارا فرض ہے کہ احکام کی اطاعت کرو۔ اس کے رسول کی فرمانبرداری ضروری سمجھو اور جو شخص تمہارے معاملات کا انچارج ہو اسکی ہدایات کی پابندی۔ اس آخری جملہ کے ذریعہ اسلام نے ہر شعبۂ زندگی میں نظم و ضبط اور ڈسپلن کی تاکید فرمائی ہے۔ اور اگر اس کا پورا پورا لحاظ رکھا جائے۔ تو خاندان، سوسائٹی، قوم اور ملک میں کبھی بدامنی کو راہ نہ ملے۔

بعض ناداں مسلمان خیال کرتے ہیں۔ کہ کوئی مسلمان کسی غیر مسلم حکومت کا وفادار نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ یہ نظریہ قرآن و حدیث عقل و نقل اور بانیٔ اسلام کے عملی نمونہ کے بالکل خلاف ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کی ایک آیت اوپر درج ہو چکی ہے۔ مزید برآں اگر کسی ملک میں اسلامی حکومت قائم ہو اور وہ اپنی ہمسایہ حکومتوں سے دوستانہ

معاہدات کرے تو ایسے معاہدات قرآن کریم کی رو سے پسندیدہ ہیں۔ بلکہ ان حکومتوں کے باہمی تعلقات کے بارہ میں قرآن کریم نے مفصل ہدایات بھی دی ہیں۔

اندریں حالات یہ امر بالکل [illegible] ہے کہ اسلامی حکومت کے باشندے ہمسایہ ملکوں میں جائیں اور باقاعدہ اور بے قاعدہ اسلام کی تبلیغ بھی کریں اور وہاں اسلام پھیلے۔ تو کیا ان نومسلموں کو یہ تعلیم بھی دی جائے گی کہ وہ اپنی غیر مسلم حکومت کا تختہ الٹنے کی سازشیں ضرور کرتے رہیں کیونکہ کوئی مسلمان کسی غیر مسلم حکومت کے ماتحت نہیں رہ سکتا؟ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اس نظریہ کے ماتحت تو اسلام اور غداری دونوں ہم معنی سمجھے جائیں گے۔ العیاذ باللہ۔

پس امن کی راہ یہی ہے کہ بغاوت کے طریقوں سے بچا جائے۔ اور ہر قائم شدہ نظم و ضبط اور آئین و قانون کی پابندی کی جائے۔

چنانچہ احمدیہ نقطۂ نگاہ قرآن کریم، سنت رسول کے اور احادیث نبویہ کے عین مطابق ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ نے فرمایا ہے۔

"اسلام ہمیں ہرگز یہ نہیں سکھاتا کہ ہم ایک غیر قوم اور غیر مذہب والے بادشاہ کی رعایا ہو کر اور ہر ایک دشمن سے امن میں رہ کر پھر اس کی نسبت بداندیشی اور بغاوت کا خیال دل میں لائیں بلکہ وہ یہ حکم دیتا ہے کہ اگر تم اس بادشاہ کا شکر نہ کرو جس کے زیر سایہ تم امن میں رہتے ہو تو پھر تم نے خدا کا شکر بھی نہیں کیا۔"
(ستارۂ قیصرہ)

اسی طرح حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ نے فرمایا ہے:-

"ہمارا اصل یہ ہے کہ جو حکومت جس ملک میں قائم ہو گئی ہمیں اس کے ساتھ وفادار رہنا چاہیئے۔ اور اس میں اگر کچھ خرابیاں ہیں تو اس کے ساتھ مل کر پرامن ذرائع سے اس کی اصلاح کی کوشش کرنا چاہیئے۔ ...... پس ہم اپنے اصل کے ماتحت ہر ملک کے لوگوں کو کہیں گے کہ وہ اپنے ملک کی خیر خواہی کریں۔ اگر ہمارا اصل دنیا میں قائم ہو جائے تو دنیا سے لڑائی بند ہو جائے۔"
(الفضل یکم جنوری ۱۹۴۸ء)

پھر تقسیم ملک کے بعد حضور ایدہ اللہ نے بھارتی احمدیوں کو بایں الفاظ تاکید فرمائی کہ:-

"ہندوستان میں رہنے والا ہر احمدی حکومت ہندوستان کا پوری طرح فرمانبردار رہیگا۔ اور اس کے مقاصد اور مفاد میں اس سے پوری طرح کرے گا۔"
(الرحمت لاہور ۲۱ نومبر ۴۹ء)

(۹)

کائنات پر غائر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو دوسری سے مختلف پیدا کیا ہے۔ دور کیوں جائیں انسانی انگوٹھے ہی کو دیکھیں۔ جب سے پہچان کے لئے نشان انگوٹھا کا رواج ہوا ہے۔ اب تک دو انگوٹھوں کا نشان باہم کہیں نہیں مل سکا اور نہ قیامت تک مل سکے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بالارادہ اور جان بوجھ کر یہ تنوع variety ملحوظ رکھی ہے۔ چنانچہ ذوق نے خوب کہا ہے ع

ہے زیب اس جہان کو ذوق اختلاف سے

اللہ تعالیٰ نے اسی مسئلہ کے بارہ میں پارہ ... میں فرمایا:- "لو بسط اللہ الرزق لعبادہ لبغوا فی الارض"۔ اللہ تعالیٰ نے عمداً یہ خیال رکھا ہے کہ اپنی مخلوق کو مختلف عنایات سے بہرہ ور فرمایا ہے۔ شکل و شباہت، رنگ و روپ، دل و دماغ، عقل و فہم، قد و قامت، چال ڈھال، عادات و اطوار، مزاج و طبیعت، مال و منال اور حالات و کمالات وغیرہ کے اعتبار سے لوگوں میں بہت اختلاف رکھا ہے تاکہ نظام عالم قائم رہے۔ ورنہ اگر ایسا نہ ہوتا تو ہماری تہذیب ہمارا تمدن اور ہماری لوو و باس کے جملہ طور طریقے تہ و بالا ہو جاتے۔ کوئی کسی کا محتاج نہ رہتا نہ کوئی کسی کا کام کرتا اور نہ ضروریات زندگی کا انتظام و انصرام ہو سکتا۔ گھریلو زندگی کی پاکیزگی ختم ہو جاتی اور شائستگی کی بجائے وحشت و بربریت کا دور دورہ ہو گا۔ ماں، بہن، بیٹی، اور بیوی کی تمیز ناممکن ہو جاتی، استاد و شاگرد، مرشد و مرید، افسر و ماتحت اور اپنے اور پرائے کا امتیاز اٹھ جاتا۔

اس معقول و مدلل بنیاد پر اسلام نے یہ تلقین کی ہے۔ کہ باہمی اختلافات کو برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا کرنا چاہیئے۔ کیا ہم نہیں دیکھتے کہ باغ کے پھول اپنے رنگ، خوشبو حجم اور شکل کے اختلاف ہی کی وجہ سے پہچانے جاتے اور مختلف اغراض و مقاصد کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں ٹھیک اسی طرح افراد و آراء کے اختلافات بھی مختلف ترقیات کی شاہراہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ اسی نقطۂ نگاہ کے مدنظر حضرت رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے۔ "اختلاف امتی رحمۃ" کہ میری امت کا اختلاف خیال خدائی رحمت ہے۔ جس سے ترقی کے نت نئے راستے پیدا ہونگے۔ اور شعبۂ زندگی میں مسابقت کی روح قوم کو تیز گام کردیگی۔

بیان بالا سے واضح ہو جاتا ہے۔ کہ اگر کسی قوم کے مختلف فرقے یا کسی ملک کی (باقی دیکھئے صفحہ ...)

خطبہ جمعہ

# خدا تعالیٰ پر توکل کرو اور اپنی قربانیوں کو بڑھاتے چلے جاؤ تا کہ اللہ تعالیٰ بھی تم پر اپنے فضلوں کو بڑھاتا رہے!

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۲ نومبر ۱۹۵۷ء۔ بمقام ربوہ

نوٹ:۔ اگرچہ اس خطبہ جمعہ کے ایک حصہ میں اہل ربوہ مخاطب ہیں۔ لیکن اس میں بیان فرمودہ نکات معرفت احباب جماعت کے لئے یکساں ایمان افزا اور روح پرور ہیں۔ اس کے پیش نظر یہ خطبہ اس جگہ نقل کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اب نومبر کی آخری تاریخیں چل رہی ہیں اور دسمبر میں انشاء اللہ تعالیٰ

## ہمارا جلسہ سالانہ

ہوگا۔ جلسہ سالانہ میں مہمانوں کے کھانے پینے کا جو انتظام ہوتا ہے۔ وہ تو بہرحال صدر انجمن احمدیہ کے افسروں کے سپرد ہے اور وہ ہمیشہ اسے سرانجام دیتے چلے آئے ہیں۔ اور اب بھی اسے وہی سرانجام دیں گے لیکن

## مکانوں کی بہت دقت

پیش آتی ہے۔ لوگ عموماً اپنے مکانات میں اپنے رشتہ داروں کو جگہ دے دیتے ہیں۔ اور اس طرح دوسرے لوگوں کو مناسب جگہ نہ ملنے کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے۔ میں نے صدر انجمن احمدیہ سے کہا تھا۔ کہ وہ جلسہ سالانہ کے لئے تین پختہ بیرکیں بنوا دے۔ لیکن اس نے ابھی تک یہ بیرکیں نہیں بنوائیں اگر یہ بیرکیں بن جاتیں تو ایک حد تک دقت دور ہو جاتی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اب ربوہ میں کافی مکانات بن گئے ہیں۔ لیکن ابھی وہ اتنی تعداد میں نہیں بنے کہ جلسہ کے تمام مہمانوں کو سنبھال سکیں۔ بعض لوگ یہ غلطی کرتے ہیں کہ وہ پہلے سے ہی منتظمین کو لکھنا شروع کر دیتے ہیں کہ ہمیں کوئی علیحدہ مکان دیا جائے۔ ہم دوسرے لوگوں کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ اگر باہر سے آنے والے لوگ علیحدہ مکان [illegible] ہیں۔ اور سب جلسہ سالانہ کے انتظام کے ماتحت ٹھہریں۔ اور وہ مکانات جو عموماً الگ ٹھہرنے والوں کو دیئے جاتے ہیں۔ وہ بھی ایک انتظام کے ماتحت عام مہمانوں کو دیدیئے جائیں۔ تو میرے نزدیک ساری دقت دور ہو سکتی ہے۔

پس میں

## دوستوں کو ہدایت

کرتا ہوں کہ جن کے پاس دو کمرے ہوں وہ جلسہ سالانہ کے ایام میں ایک کمرہ میں سمٹ کر گزارا کریں۔ اور ایک کمرہ جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے لئے دے دیں۔ اور جن کے پاس پانچ چھ کمرے ہوں۔ وہ دو تین کمروں میں خود سمٹ جائیں۔ لیکن ان مکانات کے علاوہ صدر انجمن احمدیہ کی اپنی عمارتیں بھی ہیں۔ مثلاً لجنہ اماء اللہ کا ہال ہے۔ اسی طرح کالج۔ سکول اور جامعہ احمدیہ کی عمارات ہیں۔ ان سے بھی جلسہ سالانہ کے ایام میں فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ لجنہ اماء اللہ کے ہال اور دفتر میں تو عورتیں ٹھہرتی ہیں۔ لیکن کالج۔ ہائی سکول اور جامعہ احمدیہ کی عمارتوں میں ہمیشہ مرد ٹھہرا کرتے ہیں۔ پھر اب تو انصار اللہ کا دفتر اور ہال بھی بن گیا ہے۔ ان ساری عمارتوں کو ملا کر دیکھا جائے۔ تو

## مہمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد

کے قیام کا بخوبی انتظام ہو سکتا ہے۔ پچھلے سال ہمارے جلسہ سالانہ پر ۶۰ ہزار آدمی آئے تھے۔ اگر اس جلسہ پر بھی اسی قدر لوگ آئیں۔ تو بڑی آسانی سے ان کے قیام کا انتظام ہو سکتا ہے بہرحال آپ سب لوگوں کا فرض ہے۔ کہ مل کر کوشش کریں۔ اور خود تکلیف اٹھا کر بھی

## مہمانوں کے لئے جگہ نکالیں

کیونکہ یہ گاڑی کسی انسان نے نہیں چلائی بلکہ خدا تعالیٰ نے چلائی ہے۔ اور اس کے پہلے گارڈ یا بان اسی کے حکم کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مقرر ہوئے ہیں۔ اس گاڑی کو چلانا اور منزل مقصود تک پہنچانا ہم میں سے ہر شخص کا فرض ہے۔ اگر ہم اس فرض کو پورا کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ تو ہم احمدیت کو بدنام کرتے ہیں۔ ہمیں اس غرض کے لئے کسی قسم کی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہیئے۔ درحقیقت

## اصل قربانی تو باہر والے کرتے ہیں

وہ سردی کے موسم میں اپنا گھر بھی چھوڑتے ہیں۔ رستہ میں سفر کے اخراجات بھی ادا کرتے ہیں۔ چندے بھی دیتے ہیں۔ اور پھر یہاں آکر زمین پر سوتے ہیں۔ اگر وہ لوگ اتنی قربانی کرتے ہیں۔ تو ربوہ والوں کو بھی اپنی ذمہ داری سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ انہیں تو صرف دو تین دن تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ لیکن باہر کے لوگ کئی کئی دن تک تکلیف اٹھاتے ہیں پس تکلیف انہی کی ہوتی ہے۔ ان کے مقابلہ میں ہماری ایک دو دن کی تکلیف کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ اگر ہم اپنے فرض کو سمجھیں۔ اور جو گاڑی خدا تعالیٰ نے چلائی ہے۔ اس کو منزل مقصود تک پہنچا دیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہمیں حاصل ہو گی۔ اور وہ ہمارے ساتھ وہی سلوک کرے گا۔ جو ہمیشہ سے اپنے مقربین کے ساتھ کرتا چلا آیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح اول سنایا کرتے تھے۔ کہ

## ایک بزرگ تھے

ان کی عادت تھی۔ کہ وہ ضرورتمندوں کو دوسروں سے قرض لے کر دے دیا کرتے تھے۔ اور جب وہ قرض واپس کرتے تو اصل روپیہ والوں کو پہنچا دیتے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ کسی نے اپنا روپیہ واپس مانگا۔ ان کے پاس روپیہ موجود نہیں تھا۔ انہوں نے اس شخص کو اپنے پاس بٹھا لیا۔ اور کہا تم بیٹھو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کوئی سامان پیدا کر دے گا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہاں سے ایک لڑکا گزرا جو حلوا بیچ رہا تھا۔ اس بزرگ نے لڑکے سے حلوہ خرید کر اس شخص کو کھلانا چاہا۔ جو روپیہ واپس لینے آیا تھا۔ اس نے کہا آپ اس غریب کو کیوں پھنساتے ہیں۔ میرا تو قرض واپس نہیں ہوا اور اس سے پھر ادھار لے رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا۔ میاں جہاں سے خدا تعالیٰ تمہارے لئے روپیہ بھیجے گا وہاں سے اس حلوہ کی قیمت بھی دے گا۔ چنانچہ انہوں نے حلوہ خریدا۔ اور اسے کھلا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص آیا۔ اور اس نے ایک پڑیا اس بزرگ کو دی اور کہا۔ کہ فلاں شخص نے

## اتنا روپیہ آپکی خدمت میں پیش کیا ہے

اس بزرگ نے پڑیا کھولی۔ تو اس میں قرض واپس کرنے کے لئے تو روپیہ تھا۔ لیکن حلوہ کی قیمت ادا کرنے کے لئے رقم نہ تھی۔ اس پر اس بزرگ نے پیغامبر سے کہا۔ میاں میں نے اٹھنا آنے حلوہ والے کے بھی دینے ہیں۔ لیکن وہ اس میں نہیں۔ معلوم ہوتا ہے یہ روپیہ میرا نہیں بلکہ کسی اور کا ہے۔ اس پر پیغامبر واپس گیا۔ اور اس نے اس بزرگ کا پیغام روپیہ بھیجنے والے کو دیدیا۔ اس نے کہا ۔۔۔۔۔ اس پڑیا کے ساتھ ایک اٹھنی بھی تھی۔ جو میں نے تمہیں دی تھی۔ وہ کہاں گئی۔ اس نے اپنی جیب دیکھی تو وہ اٹھنی اُسے مل گئی۔ جو اس نے واپس آکر اس بزرگ کو پہنچا دی۔ اور کہا کہ یہ اٹھنی پڑیا کے ساتھ ہی تھی۔ لیکن غلطی سے میری جیب میں ہی رہ گئی تھی۔ پس انسان کا

## اصل سہارا تو خدا تعالیٰ ہی ہے

اور وہی اپنے بندوں کی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ لیکن کوشش اور جدوجہد کرنا ہمارا فرض ہے۔ تم دیکھ لو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جلسہ سالانہ پر آنے والے صرف چند آدمی ہوا کرتے تھے۔ مگر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے تم پر کتنا بڑا فضل کیا۔ اور اس نے تمہاری تعداد کو کس قدر بڑھایا۔ اس وقت جماعت کی تعداد پندرہ سولہ لاکھ کی ہے حالانکہ ایک زمانہ وہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے آخری سال کے جلسہ پر

## صرف ۷۰۰ آدمی آیا تھا

اور آپ ان کو دیکھ کر بڑے خوش ہوئے تھے مگر اس وقت غالباً خطبہ میں ہی اس سے زیادہ لوگ بیٹھے ہوں گے۔ آپ سیر کے لئے باہر تشریف لے گئے۔ تو مہمان بھی آپ کے ساتھ چلے گئے رستہ میں بھیڑ کی وجہ سے آپ کو ٹھوکر لگتی۔ تو پاؤں سے جوتی اتر جاتی لوگ آگے بڑھتے اور آپ کو جوتی پہنا دیتے۔ جب بار بار جوتی اتری اور آپ کو دوبارہ پہننے کے لئے کھڑا ہونا پڑا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اب واپس چلنا چاہیئے معلوم ہوتا ہے کہ اب ہماری سیر کا زمانہ ختم ہو گیا ہے۔ لیکن اب خدا تعالیٰ نے ۷۰۰ کے مقابلہ میں تمہاری تعداد کو کس قدر بڑھا دیا ہے۔

## حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے آخری جلسہ پر

کوئی گیارہ بارہ سو آدمی آئے تھے۔ لیکن ہمارے پچھلے جلسہ پر ۶۰ ہزار آدمی آیا تھا جو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے آخری جلسہ پر آنے والوں سے قریباً ۶۰ گنا زیادہ تھا اور ہر سال جلسہ پر آنے والوں کی تعداد میں ترقی ہوتی چلی جاتی ہے۔ تمہیں اس فضل کی قدر کرنی چاہیئے۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ لئن شکرتم لازیدنکم (سورۃ ابراہیم ع ۲)

## اگر تم شکر کرو گے

تو اللہ تعالیٰ تم پر زیادہ سے زیادہ فضل نازل کرے گا۔ اس وقت ہماری جماعت کی تعداد پندرہ سولہ لاکھ ہے۔ لیکن ہمارا جی چاہتا ہے کہ یہ تعداد دو اڑھائی ارب تک پہنچ جائے۔ اور کوئی جماعت اس کے مقابلہ پر نہ ٹھہر سکے۔ یہ مقام ابھی تک بہت دور ہے۔ اور اس کو نزدیک لانا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ لیکن

## ہمارا بھی فرض ہے

کہ ہم اس کے لئے کوشش کریں۔ ہم نے یورپ میں بھی کوشش کی۔ لیکن ابھی وہاں ہماری تعداد میں کوئی نمایاں زیادتی نہیں ہوئی۔ فلپائن میں خدا تعالیٰ نے خود جماعت بنائی ہے لیکن ابھی تک وہاں بھی دو اڑھائی سو افراد ہی احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔ مغربی افریقہ میں بھی کوشش جاری ہے۔ گو اس وقت وہاں جماعت کی ترقی کی وہ رفتار نہیں جو پہلے تھی مگر پھر بھی جماعت کافی زیادہ ہے۔ پہلے تو چند دنوں میں ہی جماعت کی تعداد ایک لاکھ سے اوپر نکل گئی تھی۔ اور پھر ان دنوں

## مولوی نذیر احمد علی صاحب

وہاں کام کرتے تھے۔ کئی لوگوں کو احمدیت کی سچائی کے متعلق خوابیں آئیں۔ اور وہ احمدی ہو گئے۔ اور بعض دفعہ تو گاؤں کے گاؤں احمدی ہوئے۔ لیکن اب وہاں جماعت کی ترقی کی رفتار میں کچھ کمی آ گئی ہے۔ مگر اس میں ہمارے لئے کوئی گھبراہٹ کی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہے گا تو یہ کمی بھی پوری ہو جائے گی۔ اور دوسرے ممالک میں بھی احمدیت کی تبلیغ کے لئے رستے کھل جائیں گے۔ چنانچہ

## ڈچ گی آنا سے اطلاع آئی ہے

کہ وہاں لوگ بڑی کثرت سے احمدیت کی طرف رغبت کر رہے ہیں۔ وہاں جماعت نے ایک چھوٹا سا سکول بھی کھولا ہے۔ جس میں لڑکے بڑی تعداد میں داخل ہو رہے ہیں۔ انڈونیشیا میں بھی ترقی کے امکانات ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ چاہے گا تو سب کچھ ہو جائے گا۔ اور جماعت کی تعداد بڑھتی چلی جائے گی۔ ہمیں صرف

## خدا تعالیٰ پر توکل کرنا چاہیئے

اور اپنی قربانیوں کو بڑھاتے چلے جانا چاہیئے تاکہ لئن شکرتم لازیدنکم والی بات پوری ہو جائے۔

---

# حضرت عرفانی صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات حسرت آیات

**ہرگز نمیرد آں کس کہ زندہ شد بعشق**
**ثبت است بر جریدۂ عالم دوام شاں**

از جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے مؤلف اصحاب احمد قادیان

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اندوہناک وفات کی خبر ایک اندوہناک صدمہ کی شکل میں ۶ر دسمبر کی صبح کو حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندرآباد کی تار کے ذریعہ پہنچی۔ ایک روز قبل آپ نے ان کی شدید علالت و نازک حالت کی اطلاع بذریعہ تار بھجوائی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت شیخ صاحب کے گوناگوں اوصاف جمیلہ کا ذکر ایک ہی صحبت میں کرنا ناممکن ہے۔ آپ کی خدمات احمدیت کا دامن قریباً اکسٹھ سال پر ممتد ہے۔ آپ حقیقی معنوں میں بانی تاریخ احمدیت تھے۔ آپ کو تاریخ سے فطری لگاؤ تھا اور شروع سے اس کی دھن تھی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت سے بعثت تک کے واقعات کا ایک انمول ذخیرہ نہایت محنت و کاوش سے جمع کیا۔ جو کہ بالعموم اسبارہ میں حرف آخر کا سا رنگ رکھتا ہے۔ اور اس میں بظاہر کسی اضافہ کی گنجائش نہیں۔ ۱۸۹۶ء میں آپ مدرسہ کے تعلق میں قادیان بلائے گئے اور ۱۸۹۷ء میں اخبار الحکم آپ قادیان میں ہی لے آئے۔ جو کہ سلسلہ احمدیہ کا پہلا اخبار تھا اور کم و بیش چار سال تک یہ سلسلہ کا واحد اخبار رہا۔ اور اس کے ذریعہ حضور کے مکاتیب۔ مواعیظ۔ خطبات اور ملفوظات اور حضرت مولوی نورالدین صاحب اور حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے خطبات اور مضامین اور دیگر بہت ہی مفید باتوں کی اشاعت ہوتی تھی۔ سلسلہ کی بیش قیمت تاریخ کا صحیح ذخیرہ یہی اخبار ہے۔ کئی سال بعد البدر کا اجراء ہوا۔ ہر دو اخبارات کی افادیت اس امر سے ظاہر ہے کہ دونوں کو حضرت اقدس نے اپنے بازو قرار دیا۔ کیونکہ حضور کے مشن کی تقویت کا باعث تھے۔ حضور کی وحی کا ایک کثیر حصہ صرف ان ہی کے ذریعہ محفوظ ہوا۔ تاریخ سلسلہ سے واقفیت رکھنے والوں پر ظاہر ہے کہ وہ کام جو اس وقت ناظر امور عامہ سرانجام دیتے ہیں۔ یعنی اغیار سے تعلقات۔ حکومت کو توجہ دلانا۔ اس کا ایک کافی حصہ حضرت عرفانی صاحب سرانجام دیتے تھے۔ حضرت اقدسؑ کے چچا زاد بھائی حضورؑ کے شدید مخالف تھے ان سے شیخ صاحب میل ملاقات رکھتے تھے اور ان سے کئی کام کروا لیتے تھے۔ شیخ صاحب اخبار کے ذریعہ حکومت کو ضروری امور کی طرف توجہ دلاتے رہتے تھے۔

اس وقت مختلف نظارتیں قائم ہیں۔ ابتداء میں حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ اور حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ جماعت کو ان کے فرائض کی یاد دہانی کراتے رہتے تھے اور اسبارہ میں الحکم اپنے طور پر احباب کو توجہ دلانے پر آمادہ رہتا تھا۔

خلافت اولیٰ میں بہت سے امور کی طرف الحکم صدر انجمن احمدیہ کی توجہ منعطف کرتا رہا۔ سو یہ امور مفید مشورہ کے رنگ میں یا انجمن کی رپورٹ اور کارگزاریوں پر صحتمندانہ تبصرہ کے طور پر ہوتے تھے۔ خلافت اولیٰ کے آخر میں جو پیغامی فتنہ رونما ہوا۔ حضرت عرفانی صاحب نے اس کا پوری طرح مقابلہ کیا اور خلافت ثانیہ کے قیام پر پوری شد و مد سے اس کی تائید کی۔

حضرت شیخ صاحب نے الحکم میں اور پھر الگ کتب کے ذریعہ حضرت اقدسؑ کے غیر مسلم افراد۔ مخالف علماء اور احباب جماعت کے نام کے سینکڑوں مکتوبات شائع کر کے محفوظ کئے۔ علاوہ ازیں خود حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ اور حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ کے مکتوبات اور حضورؑ کی تقاریر جلسہ سالانہ بلکہ جلسہ سالانہ کی کارروائیاں شائع کیں۔ اللہ تعالیٰ نے عرفانی صاحب کو غضب کا حافظہ دیا تھا۔ حضورؑ جو روزانہ سیر کو تشریف لے جاتے تھے۔ اور احباب کو معلوم ہے کہ حضور کس قدر تیز چلتے تھے۔ باوجود اس کے حضورؑ کے کلمات طیبات حضرت عرفانی صاحبؓ نوٹ کر کے اولین موقعہ پر انہیں زیور طبع سے مزین کرتے تھے۔ اسی طرح مسجد مبارک کی مجالس۔ سفروں کے حالات اور مقدمات کے کوائف بھی آپ شائع کرتے تھے۔

اس زمانہ میں جبکہ ابھی جماعت بہت قلیل تھی اور اکثر حصہ غرباء پر مشتمل تھا۔ اور پھر حضرت اقدسؑ کی اپنی تصانیف اور اشتہارات کثرت سے شائع ہوتے تھے اور حضورؑ کو خود ... کی قلت کے باعث بسا اوقات تھوڑے ... روپیہ کی فراہمی کے متعلق بہت پریشانی اٹھانی پڑتی تھی۔ ایسے حالات میں حضرت عرفانی صاحب کا نہ صرف الحکم جاری کرنا بلکہ جلد بعد ایک چھاپہ خانہ بھی قائم کرنا کے بے مثال ... کا مظہر ہے۔ نامعلوم آپ نے اس راستہ میں سالہا سال تک کس قدر تکالیف برداشت کیں۔ ہم ان کا آسانی سے تصور کر سکتے ہیں۔ نہ صرف حضرت اقدسؑ کے عہد میں بلکہ وفات سے ... ڈیڑھ سال قبل تک آپ کا اشہب قلم پوری طاقت سے رواں دواں رہا۔ آپ نے تفسیر کا مجموعہ بھی شائع کیا۔ مولوی ثناء اللہ جیسے مخالف کے مقابل پر بھی زور قلم صرف کیا۔ حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سے آپ کو شدید محبت تھی اور حضرت سیٹھ صاحب بھی آپ کا صد درجہ احترام فرماتے تھے اور ضروریات کا خیال رکھتے تھے۔

آپکا حافظہ باوجودیکہ آپ اتنی بڑی عمر تک پہنچ گئے تھے۔ سوائے شاذ کے سہو و نسیان سے مبرا رہا۔ ڈیڑھ دو سال قبل تک آپ بالعموم ہر ایک امر کا ایک پورے حافظہ والے جوان کی طرح جواب دیتے تھے مجھے حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کے سوانح کے تعلق میں اس امر کا تجربہ ہوا کہ آپ کا حافظہ بے مثل تھا۔ نہایت مفید مشورے آپ دیتے رہتے۔ اگر میں وہ حاصل نہ کر سکتا تو بیشمار اغلاط شائع کرنے کا موجب ہوتا۔ آپ نئی پود کی حوصلہ افزائی کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ آپ نے از خود مجھے توجہ دلائی کہ مسودہ آپ کو دکھلاؤں۔ میں آپ کی ہمت کی پوری داد نہیں دے سکتا بعض دفعہ ڈیڑھ دو صد صفحات کا مسودہ میں نے ارسال کیا۔ اور آپ نے ایک ہی رات میں نہایت توجہ سے پڑھ کر بیش قیمت نوٹ لکھ کر اور تصحیحات کر کے واپس کر دیا۔

آپ اپنی تصانیف کے باعث مالی پریشانیوں سے ہمیشہ دوچار رہے۔ لیکن آپ نے ان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے کام کو عمر بھر جاری رکھا۔ آپ کے کام کی قدر بعد میں آنے والے مورخین کی نظر سے ہم کریں تو اس کا پورا تصور کرنا ناممکن ہے۔ آپ کی تصانیف موتیوں سے تولے جانے کے قابل ہیں۔

آپ کے فرزند مرحوم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی نے آپ کے اس کام میں آپ کی بہت معاونت کی تھی لیکن وہ عین جوانی ہی میں ۱۹۴۳ء میں راہیٔ ملک بقا ہوئے۔ حضرت عرفانی صاحب اس وقت سے ارادہ کر رہے تھے کہ کلیتہً قادیان آ بسیں۔ لیکن جلد بعد تقسیم ملک کے باعث اس ارادہ کو عملی جامہ نہ پہنا سکے۔ بعد ازاں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۵۲ء میں آپ کو صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ممبر مقرر فرما دیا تھا اور ایک بار جبکہ آپ قادیان تشریف لائے ہوئے تھے۔ اس کے ایک اجلاس میں شریک بھی ہوئے تھے۔ لیکن باوجود ارادہ کے بعض روکیں پڑتی رہیں۔ اور آپ قریباً دو سال تک مختلف عوارض میں شدید بیمار رہے۔ بعض وقت کافی افاقہ بھی ہو جاتا رہا۔ لیکن تصنیف کا کام نہ کر سکتے تھے۔ اسی حالت میں آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اصحاب احمدؑ کے کام کے متعلق میری حوصلہ افزائی فرماتے رہتے تھے۔ اور اپنی بزرگی کے باعث بہت محبت کا اظہار فرماتے رہتے تھے۔ . . .

. . . . . . . . .

اور باوجود اس سارے عرصہ کی علالت کے سوائے ایک دو بار کے ہمیشہ ہی اپنے قلم سے مجھے ۲۳

---

** خود تحریر فرماتے تھے۔ ابھی ہفتہ عشرہ قبل بھی آپ کا خط موصول ہوا تھا۔

اللہ تعالیٰ اس بزرگ کی روح کو اعلیٰ علیین میں جگہ مرحمت فرمائے اور ان کی اولاد اور جماعت میں ان کے نقش قدم پر چلنے والے نیک بخت خادم سلسلہ پیدا کرتا رہے۔ آمین۔

# اجرامِ فلکی

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

**علم ہیئت** اجرام فلکی روز ازل سے انسان کو دعوت نظارہ دے رہے ہیں۔ اور انسان بھی بڑی دلچسپی سے ان چھوٹے بڑے ستاروں کو دیکھتا آرہا ہے۔ ان ستاروں کے مشاہدہ کے لئے جو وجود میں آیا اس کو علم ہیئت کہتے ہیں۔ اور جہاں بیٹھ کر اجرام سماوی کی نقل و حرکت کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اس کو رصدگاہ کہتے ہیں۔ یہ علم اتنا قدیم ہے کہ بنی نوع انسان نے ہوش سنبھالتے ہی اس علم کی طرف توجہ کی۔ اور اس میں آہستہ آہستہ ترقی کرتا گیا۔ یہاں تک کہ اقوام عالم میں بکثرت ایسے علماء پیدا ہوتے گئے۔ جو اس علم میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔

**علم ہیئت کے موجد** کہتے ہیں کہ دنیا کی سب سے قدیم آبادی کا نشان عراق میں پایا گیا ہے۔ اور یہی علاقہ سب سے پہلی تہذیب و تمدن کا گہوارہ ہے۔ عراق میں جو قوم آباد تھی اس کو کلدانی کہتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی قوم میں پیدا ہوئے تھے۔ اس قوم کو علم ہیئت سے خاص شغف تھا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق آیت قرآنی فنظر نظرۃ فی النجوم فقال انی سقیم سے یہ بھی استدلال کیا جاتا ہے کہ آپ نے بھی ایک مرتبہ اپنی قوم سے مناظرہ کے دوران علم ہیئت سے مدد لی تھی۔

**ہیئت کا دوسرا مرکز یونان۔ مصر اور ہند** یہ علم کلدانیوں سے مصر و یونان پہنچا اور وہاں سے ہندوستان آیا۔ یا ممکن ہے کہ اس کے برعکس ہوا ہو۔ اور کیا تعجب کہ ہامان نے فرعون کے لئے جو عمارت بنوائی تھی اور جس پر چڑھ کر وہ الٰہ موسیٰ کا مشاہدہ کرنا چاہتا تھا۔ وہ رصدگاہ ہی ہو۔

یونان و ہندوستان نے اس علم میں اتنی ترقی کی تھی کہ یہ آج بھی استاد کہلانے کے مستحق ہیں۔ ہندوستان کی رصدگاہیں آج بھی موجود ہیں۔ جن میں دہلی۔ بنارس اور جے پور کی رصدگاہیں مشہور ہیں۔ ہند قدیم کے ہیئت دان یہیں بیٹھ کر ستاروں کی نقل و حرکت محل وقوع اور سمت کا پتہ چلایا کرتے تھے۔ اور گرہن اور موسمی تبدیلیوں کی پیشگوئی کیا کرتے تھے۔ اور اس دور میں بھی جب ایشیا سائنس میں بالکل پسماندہ ہے۔ ہندوستان کے ایک مایۂ ناز سپوت پروفیسر میگھ ناتھ شاہ علم ہیئت طبعی میں عالمگیر شہرت کے مالک ہیں۔

**فیثا غورث اور ارسطو** یونانی ہیئت دانوں کے دو گروہ تھے۔ ایک گروہ فیثا غورث کا اور دوسرا ارسطو کا۔ فیثا غورث نظام شمسی کا قائل تھا۔ یعنی وہ سورج کو ساکن اور زمین کو متحرک مانتا تھا۔ لیکن ارسطو کے نزدیک زمین ساکن تھی اور سورج متحرک۔ فیثا غورث کا نظریہ یونان میں مقبول نہ ہو سکا۔ ارسطو کا نظریہ مقبول ہوا۔ بطلیموس نے ارسطو کے نظریے کو مرتب کیا۔ اور وہ بطلیموسی نظام کہلایا۔

**مسلمان اور نظام شمسی** جب مسلمانوں کا اختر اقبال عروج پر آیا۔ اس وقت یونانی ہیئت مردہ ہو چکی تھی۔ مسلمانوں نے ان کی کتب کے عربی ترجمے کرائے اور پھر ان کے علم کو زندہ کیا۔ ان کتابوں کے مطالعہ کا یہ اثر ہوا کہ عموماً مسلمان ہیئت دان بطلیموسی نظام کے قائل رہے۔ مگر اس زمانہ میں چند ایسے مسلمان ہیئت دان بھی پیدا ہوئے۔ جنہوں نے فیثا غورث کے نظریہ کی تائید کی۔ ابوریحان البیرونی نے اپنی تصنیف استیعاب قانون مسعودی اور کتاب الہند میں ان مسلمان ہیئت دانوں کا ذکر کیا ہے۔ جو نظام شمسی کے قائل تھے۔ یعنی زمین کو متحرک اور سورج کو ساکن مانتے تھے۔

**علم ہیئت اور مذہب** بعض اوقات یہ کہا جاتا ہے علم ہیئت اور مذہب میں تضاد ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ مذہب اور ہیئت میں گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔ بلکہ اس کی ایجاد اس لئے ہوئی کہ مذہبی رسوم کی ادائیگی میں سہولت ہو۔ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ ہندو دھرم کی رسوم علم ہیئت کے بغیر انجام نہیں پا سکتیں۔ پورن ماشی۔ سورج چندر گرہن۔ تیرتھ یاترا۔ اور اشنان ان تمام مذہبی رسوم کی تاریخ علم ہیئت ہی سے معلوم کی جاتی ہے۔ قوم ابراہیم کے مذہب کی بنیاد بھی علم ہیئت پر تھی۔ اور مسلمان بھی اجرام سماوی کی نقل و حرکت اور سمت معلوم کئے بغیر اسلامی احکام ادا نہیں کر سکتے۔ پھر یہ بھی ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ ہماری زمین پر اجرام فلکی اثر انداز ہیں۔ سورج کے داغوں اور چاند کے اتار چڑھاؤ کا جو اثر کیا ہے تعلق ہے اسی طرح زلزلہ۔ سیلاب اور دیگر حوادث عالم کا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر کبیر میں زمین اور اجرام فلکی کے اس تعلق پر روشنی ڈالی ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ ہم ان میں سے کسی کو علت العلل قرار نہیں دیتے۔ علت العلل صرف خدا کو قرار دیتے ہیں۔

**علم ہیئت اور قرآن** یہ علم اتنا کارآمد ہے کہ کوئی سنجیدہ آدمی اس کے مفید ہونے سے انکار نہیں کر سکتا۔ قرآن پاک نے بھی اس علم کے افادی پہلو کو بیان کیا ہے۔ بلکہ کہا ہے کہ سورج اور چاند کی تخلیق کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ تم علم ہیئت میں ترقی کرو۔ قرآن پاک کی یہ آیت ملاحظہ ہو۔ ھو الذی جعل الشمس ضیاءً والقمر نورا وقدرہ منازل لتعلموا عدد السنین والحساب ما خلق اللہ ذالک الا بالحق۔

اس آیت کریمہ میں علم ہیئت کے بہت سے نکتے بیان کئے گئے ہیں۔ خصوصاً ہیئت کی ایک جدید شاخ جس کو "ہیئت طبعی" کہتے ہیں۔ جس میں اجرام فلکی کے درجہ حرارت۔ چمک اور رنگ وغیرہ سے بحث کی جاتی ہے اور جو سب سے کارآمد ثابت ہوئی ہے۔ اس آیت کریمہ میں اس ہیئت طبعی کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اور عملی طور پر خدا نے پنجگانہ نماز۔ روزۂ رمضان اور حج کے احکام دے کر مسلمانوں کو علم ہیئت کے فوائد سے آگاہ کیا ہے۔ اسی طرح علم ہیئت کی ایک شاخ "ہیئت بحری" ہے۔ اس میں ان باتوں سے بحث کی جاتی ہے جن کی جہازرانوں کو ضرورت پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ نحل میں و علامات وبالنجم ھم یھتدون کہہ کر اس ہیئت بحری کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ ہیئت کی اور بہت سی اقسام ہیں۔ جیسے ہیئت وضعی ہیئت علم حرکت اور محل وقوع وغیرہ قرآن پاک میں ان اقسام ہیئت کا بھی ذکر آیا ہے۔ انشاء اللہ اجرام فلکی کے حالات میں ان آیات کا ذکر آئے گا۔

**ہیئت قدیم اور بروج** علم ہیئت ایک مشکل علم ہے۔ دوربین کی ایجاد سے پہلے تو یہ علم اور بھی مشکل تھا۔ پہلے ستاروں کی نقل و حرکت محل وقوع اور سمت وغیرہ معلوم کرنے کے لئے سردی و گرمی کی پوری رات اونچی جگہ سے آسمان کو تاکتے تاکتے کاٹنی پڑتی تھی۔ لیکن ان ہیئت دانوں کی نظر بھی کیا غضب کی تھی کہ انہوں نے اسی طرح بہت سے فضائی اسرار کا پتہ لگا لیا۔ انہوں نے آسمان کو بارہ برجوں میں تقسیم کیا تھا۔ جن کے نام یہ ہیں۔ ثور۔ سرطان عقرب۔ حوت۔ حمل۔ قوس۔ اسد۔ جوزا میزان۔ دلو۔ جدی۔ سنبلہ۔ ان اصطلاحی برجوں کی حقیقت یہ ہے کہ کائنات فضا میں ستاروں کا محل وقوع ایسا ہے کہ اگر کاغذ پر اس کا نقشہ بنایا جائے۔ اور لکیر کے ذریعہ ان ستاروں کو ملایا جائے۔ تو کہیں بیل۔ کہیں بچھو۔ اور کہیں مچھلی وغیرہ کی شکل پیدا ہو جائے گی۔ اسی کو فلکی اصطلاح میں بروج کہتے ہیں۔

قرآن پاک میں بھی جابجا بروج آسمانی کا ذکر آیا ہے۔ (۱) والسماء ذات البروج (۲) ولقد جعلنا فی السماء بروجا وزیناھا للناظرین (۳) تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیھا سراجا وقمرا منیرا۔ یہ بروج اصل میں ان ستاروں کا حلقہ ہے جو ایک دوسرے کی کشش سے فضائے آسمانی میں برقرار ہیں۔ ان ستاروں سے خدا پاک کی عظیم قدرت کا اظہار ہوتا ہے۔

**ستاروں کی فہرست** پرانے فلکیوں نے بروج کے ساتھ ستاروں کی فہرست بھی مرتب کی تھی۔ اس قسم کی پہلی فہرست ڈیڑھ سو سال قبل مسیح بطلیموس کی کتاب المجسطی میں ہے۔ مسلمانوں کے زمانہ میں اس قسم کی متعدد فہرستیں مرتب ہوئیں۔ مسلمان ہیئت دان ان فہرستوں کو زیچ کہتے تھے۔ ان فہرستوں میں الصوفی۔ زیچ آفاقی۔ زیچ ایلخانی اور زیچ الغ بیگی مشہور ہیں۔ زیچ ایلخانی کو ہلاکو خان کے دربار کے سائنس دان محقق طوسی نے مراغہ میں تیار کیا تھا۔ اور زیچ الغ بیگی کو امام بیگ گورگانی نے ۱۴۳۷ء میں ستاروں کا از سر نو مشاہدہ کر کے سمرقند میں تیار کیا تھا۔ اس میں ۱۰۱۹ ستارے ہیں۔

**ستاروں کے نام** بروج کے علاوہ ستاروں کے نام رکھنے کی رسم بھی ابتدا ہی سے پڑ چکی تھی۔ کچھ ستاروں کے نام یونانیوں نے رکھے تھے۔ لیکن اکثر ستاروں کے نام عربوں کے رکھے ہوئے ہیں۔ جیسے قطب۔ مشتری یمانی۔ شعریٰ شمالی۔ سہیل۔ فم الحوت اور نسر واقع وغیرہ۔ یہ نام اصل حالت یا خفیف سی تبدیلی کے بعد یورپ کی زبانوں میں اب بھی مستعمل ہیں۔ ہیئت کے ان علوم سے اور قوموں کی طرح ایام جاہلیت کے عرب بھی واقف تھے۔ چنانچہ ایک شاعر نے جوزا۔ نجم اور دریا کے ذات کے تعلق پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا ہے۔

اذا ما ثلت الجوزاء والنجم طالع
فکل مخاضات الفرات معابر

**نظریہ تجاذب** تحقیق فلکیات میں ایک اہم مسئلہ نظریہ تجاذب کا آتا ہے۔ سائنس دانوں کا قول ہے کہ سیارے جو سورج کے گرد اور پھر جو سیارے کے گرد گھوم رہے ہیں۔ اس کی وجہ آپس کی قوت کشش ہے اسی کو نظریہ تجاذب کہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس نظریہ کا موجد نیوٹن ہے۔ لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ نیوٹن سے پہلے مسلمان سائنس دان اس نظریے سے واقف ہو چکے تھے۔ اور مسلمانوں میں یہ نظریہ اتنا عام فہم و مروج ہو چکا تھا کہ زبان و ادب میں بھی بطور ضرب المثل پہنچ چکا

لگا تھا۔ چنانچہ مولانا رومی رح اپنی مثنوی میں اس نظریہ تجاذب کا یوں ذکر فرماتے ہیں

جملہ اجزائے جہاں زاں حکم پیش
جفت جفت و عاشقان جفت خویش
ہست ہر جزوے بہ عالم جفت خواہ
راست ہمچوں کہربا و برگ کاہ
آسماں گوید زمیں را مرحبا
با زام چوں آہن آہن ربا

یعنی اس کائنات کا ہر ذرہ دوسرے کو اسی طرح کھینچتا ہے جیسے کہربا گھاس اور تنکوں کو آسمان اور زمین ایک دوسرے کو لوہے اور مقناطیس کی طرح کھینچتے ہیں۔

پھر مولانا نے اس پر روشنی ڈالی ہے کہ یہ زمین فضا میں معلق کیوں ہے۔ کسی طرف کیوں نہیں گر جاتی

گفت سائل چوں بماند ایں خاکدان
درمیان ایں محیط آسماں
ہمچو قندیلے معلق در ہوا
نے بہ اسفل می رود نے بر علا
آں حکیمش گفت کز جذب سما
از جہات شش بماند اندر ہوا
چوں ز مقناطیس قبہ ریختہ
درمیاں ماند آہنے آویختہ

ان اشعار سے ظاہر ہے کہ نیوٹن سے پانچ سو سال پہلے مسلمان سائنس دان نظریۂ تجاذب سے واقف ہو چکے تھے۔ اور مسلمانوں کی زبان و ادب میں یہ نظریہ مستعمل ہو چکا تھا۔

**دوربین** علم ہیئت تو دنیا کا ایک قدیم علم ہے۔ لیکن قرآن شریف نے پیشگوئی کی تھی کہ ایک وقت یہ علم اس قدر ترقی کرے گا کہ آسمان کی کھال ادھیڑ لی جائے گی واذا السماء کشطت۔ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ اس دور کی ابتدا گلیلیو کی دوربین سے ہوئی۔ لیکن درست یہ ہے کہ اس دور کا اصل موجد ایک اندلسی مسلمان الہیثم ہے۔ یہ آنکھ میں لگانے والی عینک کا موجد ہے۔ عینک دوربین ہی کی ایک قسم ہے۔ گلیلیو نے اسی کو طاقت ور بنایا اور دوربین کہلائی۔

دوربین کی ایجاد سے علم ہیئت کا دوسرا دور شروع ہوا۔ اور اب وہ جو محض اپنی آنکھوں کی مدد سے اجرام فلکی کا مشاہدہ کیا کرتے تھے دوربین کی مدد سے دیکھنے لگے۔ اور اس میں اتنی کامیابی ہوئی کہ وہ تارے جنہیں دیکھنے کے لئے آنکھوں پر زور دینا پڑتا تھا۔ اب کم سے کم ۳۵ ہزار گنے زیادہ صاف نظر آنے لگے۔ اور کائنات فضا کی حیرت انگیز رنگینیاں مشاہدہ میں آنے لگیں۔

مجھے خوب یاد ہے جب میں نے سلسلہ دیوبند کے درس نظامیہ میں فلسفے کی کتاب "ہدیہ سعیدیہ" شروع کی تو اس میں فلکیات کو ایک مختصر بیان کے بعد جوں کا توں چھوڑ دیا گیا۔ حالانکہ یہ ۱۹۳۶ء کی بات ہے۔ اور اس وقت دنیا میں بڑی بڑی دوربینیں مختلف رصد گاہوں پر نصب کی جا چکی تھیں۔ اور ان کے ذریعہ آسمان کی کھال ادھیڑی جا رہی تھی۔ جیسے پرکیز۔ ماؤنٹ ولسن اور ہمارے ملک کی عثمانیہ رصدگاہ اور روس وغیرہ میں پہنچ کر نصب ہو چکے تھے۔ جن میں سینما کی طرح ستاروں کی نقل و حرکت وغیرہ دکھائی جاتی تھی۔

مطالعہ فلکیات کے لئے جو دوربینیں بنائی گئی ہیں۔ ہم لوگ ان کے حجم ضخامت سے ناآشنا ہیں۔ اسی لئے بعض اوقات فلکیوں کے انکشافات پر شبہ ہونے لگتا ہے۔ اگر ہم کو یہ معلوم ہو کہ مشاہدہ آسمانی کے لئے جو دوربینیں بنائی گئی ہیں ان کا قطر چالیس انچ۔ اسی انچ۔ سو انچ اور دو سو انچ اور اب شاید اس سے بھی زیادہ ہے۔ اور پھر یہ معلوم ہوا کہ وہ دوربینیں ایسی دیوہیکل ہوتی ہیں کہ جو دو سو قطر والی دوربین ہے۔ صرف اس کے شیشے کا وزن پانچ سو من ہے تو ہم کو فلکیوں کے انکشافات پر یقین کرنا چاہیئے۔

**کرامات دوربین** جب ان دوربینوں سے آسمان کا مشاہدہ کیا گیا تو ستاروں کے محل وقوع۔ نقل و حرکت سمت۔ محور۔ مدار کے علاوہ اور بہت سے انکشافات سامنے آئے۔ جیسے ستاروں کی ایک دوسرے سے مسافت روشنی کی رفتار۔ ستاروں کا قطر۔ کشش ثقل۔ ستاروں کا وزن محوری و مداری گردش کی رفتار۔ ستاروں کی حرارت و برودت پہاڑ ندیاں اور داغ دھبے وغیرہ۔

اور آج ہم دوربین ہی سے ستاروں کو دیکھ کر اعلان کرتے ہیں کہ

۱۔ قطب تارا زمین سے ۲۵ نیل پچاس کھرب میل۔ سورج نو کروڑ تیس لاکھ میل اور چاند دو لاکھ چالیس ہزار میل دور ہے۔

۲۔ کائنات فضا میں چھ ہزار سورج ہیں ہمارا سورج ان سب سے چھوٹا ہے ہر سورج کا الگ الگ سولر سسٹم ہے

۳۔ روشنی کی رفتار ایک لاکھ ۸۶ ہزار میل فی سیکنڈ ہے۔ اور سورج کی روشنی زمین تک $8\frac{1}{4}$ منٹ میں پہنچتی ہے۔

۴۔ سورج کی کشش ثقل زمین سے ۲۸ گنی زیادہ ہے۔ ایک چیز جس کا وزن زمین پر ایک من ہے۔ سورج پر اس کا وزن ۲۸ من ہوگا۔

۵۔ سورج کا حجم زمین کے حجم سے تیرہ لاکھ گنے زیادہ ہے۔ سورج سب سے بڑا ایٹم ہے۔ مگر اس کے جوہر معمولی درجہ کے ہیں۔

۶۔ مدار زمین یعنی زمین جو سورج کے گرد گھومتی ہے اس کا حلقہ ۱۸ کروڑ ۵۶ لاکھ میل ہے

۷۔ ہوا میں آواز کی رفتار ۱۱۰۰ فٹ فی سیکنڈ ہے۔ اس حساب سے سورج کے کسی دھماکے کی آواز ہم ۱۴ سال کے بعد ہی سن سکتے ہیں۔

**دوربین کی ایک اور کرامت** پہلے فلکی نظام شمسی کے چھ سیاروں عطارد زہرہ۔ زمین۔ مریخ مشتری اور زحل سے واقف تھے۔ خیال تھا کہ زحل کے آگے اور کوئی سیارہ نہیں لیکن دوربین کی ایجاد کے بعد یہ خیال غلط ثابت ہوا۔ اس کے بعد اور تین سیاروں کا پتہ چلا۔ جن کے نام یہ ہیں یورے نس۔ نیپچون اور پلاٹو۔ اور اب نظام شمسی کا آخری سیارہ پلاٹو سمجھا جاتا ہے۔ پھر سیارہ نیپچون کا جس طرح انکشاف ہوا اس نے ثابت کر دیا کہ واقعی انسان نے آسمان کی کھال ادھیڑ لی ہے۔ اور قرآن کریم نے اسی دن کی بابت پیشگوئی کی تھی۔

سیارہ یورے نس کے انکشاف کے بعد جب اس کے مدار کا حساب لگایا گیا تو یہ سیارہ وہاں نہیں تھا۔ جہاں از روئے حساب ہونا چاہیئے تھا۔ اس لئے سائنس دانوں نے سمجھا کہ یورے نس کسی دوسرے سیارے سے متاثر ہو رہا ہے۔ اب اس کی جستجو شروع ہوئی۔ پہلے ریاضی کی مدد سے اس کی جگہ متعین کی گئی۔ اور پھر دوربین سے دیکھا گیا۔ تو واقعی وہاں ایک سیارہ نظر آیا۔ یہ سیارہ ستمبر ۱۸۴۶ء کی ۲۳ تاریخ دیکھا گیا یہ رات فلکی دنیا کے لئے ایک تاریخی رات تھی۔ جب نظریہ کی مشاہدہ نے تصدیق کر دی۔ اسی سیارے کا نام نیپچون رکھا گیا۔ پھر اس کے بعد اسی حساب سے پلاٹو کا انکشاف ہوا۔

غرض دوربین کی ایجاد سے اس قسم کے ہزاروں انکشافات ہوئے اور نت نئے ہو رہے ہیں۔

**فوٹو گرافی** دوسری ایجاد جس سے مطالعہ فلکیات میں مدد ملی۔ وہ فوٹو گرافی ہے۔ اس کے ذریعہ ستاروں کو سامنے رکھ رکھ کے ان کا مشاہدہ کیا گیا۔ اور اس طرح اجرام سماوی کے طبعی و وضعی حالات معلوم کرنے میں بڑی مدد ملی۔ مثلاً سورج کے اکثر حالات کامل سورج گہن کے وقت معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن کامل سورج گہن کبھی ۸ منٹ سے زیادہ نہیں لگتا۔ لہذا محض دوربین کی مدد سے آٹھ منٹ میں ساری چیزیں نہیں دیکھی جا سکتیں۔ لیکن گہن کی حالت کا فوٹو لے کر چند منٹوں میں تحقیقات کر لی جاتی ہیں جو صدیوں میں نہیں ہو سکتیں۔

**نظریۂ اضافیت** آئنسٹائن کا نظریہ اضافیت جس نے دنیا کے سائنس میں دھوم مچا دی۔ اس کی تصدیق بھی کامل سورج گہن کے وقت سورج اور تاروں کی فوٹو گرافی سے ہوئی۔ نظریۂ اضافیت کو چند جملوں میں سمجھنا دشوار ہے۔ آئنسٹائن نے ایک مفروضہ پیش کیا تھا کہ ہر حرکت اضافی ہے۔ اور تبدیلی حرکت کی شرح بھی اضافی ہے۔ کائنات میں کسی حرکت کو مطلق کہنا ممکن نہیں۔ کہتے ہیں کہ فوٹو گرافی سے آئنسٹائن کے اس نظریہ کی تصدیق ہو گئی۔

**ثوابت** فوٹو گرافی ہی سے معلوم ہوا کہ ثوابت جن کے متعلق عام خیال تھا کہ وہ ایک جگہ برقرار ہیں۔ وہ بھی متحرک ہیں۔ لیکن ان کی رفتار اس قدر سست ہے کہ عام نظروں سے نظر ہی نہیں آتی۔ لیکن فوٹو گرافی کے ذریعہ ان کی رفتاریں یوں معلوم کی گئیں کہ ایک طرف سے ثوابت کا فوٹو لے کر اس کی پلیٹ محفوظ کر لی گئی۔ اور پھر بارہ سالوں کے بعد انہیں ثوابت کا اسی سمت سے فوٹو لیا گیا۔ اور دونوں پلیٹیں ملائی گئیں تو معلوم ہوا کہ اتنے دنوں میں ثوابت نے بھی حرکت کی ہے۔ اسی طرح فوٹو گرافی کے ذریعہ سیاروں کی یومیہ رفتار بھی معلوم کی جاتی ہے۔

**فوٹو گرافی کی آنکھ** ۲۰۰ انچ قطر والی دوربین سے لئے ہوئے فوٹو کی پلیٹ پر بال کی موٹائی کا $\frac{1}{4}$ حصہ ناپا جا سکتا ہے۔ یہ ہے اذا السماء کشطت۔ فوٹو گرافی کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے تاروں کا صحیح نقشہ سامنے آ جاتا ہے۔ چنانچہ ۱۸۹۴ء والا سورج گہن جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشان صداقت کے طور پر ظاہر ہوا تھا۔ ہاتھ سے اس کے جو فوٹو بنائے گئے ہیں وہ مختلف ہیں۔ اور کیمرے سے جو فوٹو لیا گیا۔ وہ ان سبھوں سے مختلف ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ فوٹو گرافی کی آنکھیں جتنی دوربین اور عمل جتنا چست ہے انسان اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

**آسمان کا نقشہ** فوٹو گرافی سے پورے آسمان کا نقشہ بھی کھینچا گیا ہے۔ اس کام میں ہندوستان کی عثمانیہ رصدگاہ بھی شریک تھی۔ پورے آسمان کی شبیہ ۷۵ پلیٹوں پر آ جاتی ہے۔ انشاء اللہ اب آگے ہم دوربین اور فوٹو گرافی کی مدد سے اجرام سماوی کا مطالعہ کریں گے۔

---

## درخواست دعا

مکرم و محترم جناب سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ رانچی کے ایک صاحبزادے سید تبریز احمد صاحب اس سال میٹرکولیشن کے امتحان میں شریک ہو رہے ہیں۔ احباب کرام و بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان سے درخواست کرتے ہیں۔ ان کی شاندار کامیابی کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائی جائے۔

خاکسار
سید صمصام الدین احمد عفی عنہ
مقیم رانچی۔ (بہار)

# افریقن احمدیوں کے ایک تبلیغی وفد کی خوشکن اور ایمان افزا رپورٹ

## دو نئی جماعتوں کا قیام ـ ۴۳ افراد کا قبول اسلام ـ ۱۰۹ میل کا پیدل سفر

از مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری امیر و مبلغ انچارج جماعتہائے احمدیہ سیرالیون (مغربی افریقہ)

قرآن کریم میں مسلمانوں کو ان کی سب سے اہم ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر کہ اے امت محمدیہ بیشک تم تمام امتوں سے بہتر اور افضل امت ہو اور تمہیں خیر امت ہونے کا شرف عطا کیا جاتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ شرط یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو دوسروں کی خدمت اور ہدایت اور ہدایت میں لگا دو اور تم میں سے ہر فرد بشر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اپنا فرض اولین سمجھے اور جو شمع ہدایت تمہیں عطا کی گئی ہے۔ اس سے دنیا کے ہر کونے کو منور کردو۔ گویا اللہ تعالیٰ نے تبلیغ اسلام کو ہر مسلمان کا فرض قرار دیا ہے۔ لیکن آج دنیا میں اس اہم ذمہ داری کی باحسن طریق ادائیگی سوائے جماعت احمدیہ کے اور کوئی مسلمان جماعت نہیں کر رہی۔ غیر بھی اس امر کے شاہد اور معترف ہیں۔ کہ آج صرف احمدیہ جماعت کے افراد کی زبانیں قلمیں اور اوقات تمام دنیا میں اسلام کی اشاعت اور اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرنے کے لئے صرف ہو رہے ہیں۔ اور سینکڑوں واقفین زندگی اس مقصد کے لئے اپنی ساری زندگیاں وقف کر کے دنیا کے ہر کونے میں اس جہاد کبیر میں مصروف ہیں۔

اسی سلسلہ میں سیرالیون کے احمدیہ مبلغین کی تحریک پر کچھ عرصہ سے سیرالیون کے بعض مخلص احمدی ہر سال ایک ماہ فی سبیل اللہ اور بلا معاوضہ تبلیغ اسلام کے لئے وقف کرتے اور دور دراز اور دشوار گذار علاقوں میں تبلیغ کے لئے جا کر خدا کے فضل سے کامیاب و کامران واپس آتے ہیں۔

یہاں کے ایک تبلیغی وفد کے جو کہ حال ہی میں ایک ماہ کے تبلیغی دورہ سے واپس آیا ہے۔ حالات درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ یہ وفد افریقن احمدیوں پر مشتمل تھا۔ اگر ہمارے مخالفین انصاف اور غیر متعصبانہ رنگ میں غور کریں تو انہیں محسوس ہوگا کہ وہ ایک مقدس شخص اور اس کی جماعت کی بے جا مخالفت کر رہے ہیں۔ جس کے روحانی اثر اور قوت قدسیہ آج دنیا میں مخلوق خدا پر غیر معمولی اور خارق عادت اثر کر رہی ہے۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مرکز سے ہزاروں میل دور سیرالیون میں لوگ حلقہ بگوش احمدیت ہو کر اسلام سے اس قدر محبت اور والہانہ اخلاص کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ اپنی جان و مال اور وقت و آرام غرضیکہ ہر چیز اس راہ میں قربان کر رہے ہیں اور اپنے کاروبار اور اہل و عیال اور بار کو چھوڑ کر تن تنہا بے سرو سامان محض اللہ تعالیٰ کے لئے گھر سے ...... نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کی مشکلات و مصائب کو برداشت کرتے ہوئے سینکڑوں میل پیدل چل چل کر اور بھوکے رہ رہ کر اسلام کے ابتدائی زمانہ کے مجاہدین کی طرح گاؤں گاؤں اور قصبہ قصبہ اور گھر گھر میں لوگوں کے دروازوں پر دستک دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا پیغام پہنچاتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول کا نام بلند کر رہے ہیں۔ ذیل میں اس وفد کی رپورٹ درج کی جاتی ہے۔

مورخہ یکم دسمبر کو خاکسار نوڈے صالحو اور برادر داؤد اسونگو سیرالیون احمدیہ مشن کے شعبہ تبلیغ کے نظام کے ماتحت بو شہر سے بذریعہ ریل گاڑی اوپر کے علاقہ میں تبلیغ کے لئے روانہ ہوئے۔ بو سے ہم کینما پہنچے۔ وہاں پر تھوڑی دیر قیام کر کے ہم نے اسلام کی تائید میں کچھ مفت لٹریچر تقسیم کیا۔ اور بعض کتب فروخت کیں۔

وہاں سے اسی دن نو میل کا پیدل سفر کر کے ایک قصبہ گیا پہنچے اور وہاں ایک دن ٹھہر کر اہالیان قصبہ کو وہاں کے چیف کی مدد سے لوکل کورٹ میں جمع کیا اور تقریریں کیں۔ جن میں عیسائیت کے مقابل پر اسلام کی صداقت کی گئی۔ مختلف سوالات کے جوابات دیئے اور احمدیہ مشن کے ذریعہ حلقہ بگوش اسلام ہونے کی لوگوں کو دعوت دی نیز سلسلہ کا لٹریچر تقسیم کیا۔ اور مہدی آخر الزمان کی آمد کی خوشخبری حاضرین کو سنائی وہاں سے چار میل چل کر ایک گاؤں بنگوی پہنچے۔ یہاں بھی اہل گاؤں کو جمع کر کے ایک گھنٹہ وعظ کی اور عبادت الٰہی اور نمازوں کی اہمیت بیان کی اور آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا حال بتایا اور احمدیت میں داخل ہونے کی تحریک کی۔ اس گاؤں کے لوگوں نے ہمارا بہت احترام اور خاطر و مدارات کی اور ہماری باتیں نہایت سنجیدگی سے سنیں۔

وہاں سے پانچ میل آگے چل کر ہم ایک گاؤں "کوبنیا" پہنچے جہاں ہماری جماعت مدت سے قائم ہے۔ یہاں پر ہم نے دو دن قیام کیا۔ اور جماعت کی بیداری اور تعلیم و تربیت میں مشغول رہے۔ کوبنیا سے آگے پانچ میل پر ایک گاؤں "تیالو" پہنچے۔ وہاں رات گذار کر صبح گاؤں میں گھر گھر دستک دے کر انفرادی تبلیغ کی اور بعد میں سارے گاؤں کو جمع کر کے لیکچر بھی دیا۔ یہاں بھی اہل گاؤں نے بہت اچھا سلوک کیا۔ اور ہماری باتیں توجہ سے سنیں۔

اس کے بعد ہم چند میل آگے ایک گاؤں "تاہوں" گئے۔ اور ٹاؤن چیف سے لوگوں کو جمع کرنے کی درخواست کی۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ گاؤں میں پھر کر انفرادی تبلیغ کی اور پیغام حق پہنچایا۔ وہاں سے تین میل پر ایک گاؤں گنجو گوہوں پہنچے وہاں کے لوگ اچھی طرح پیش آئے۔ وہاں بھی ہم نے ٹاؤن کورٹ میں لیکچر دیئے۔ اور انفرادی تبلیغ کی۔ وہاں سے ہم دونوں چار میل طے کر کے "پیری" پہنچے۔ لوکل چیف سے درخواست کرنے پر انہوں نے تمام لوگوں کو اکٹھا کر دیا۔ اور ہم نے لیکچر دیئے اور لٹریچر بھی تقسیم کیا۔ یہاں بھی اکثر احباب نے ہماری باتوں کو اچھی طرح سنا اور حسن سلوک سے پیش آئے۔ اس گاؤں میں بفضلہ تعالیٰ دو آدمی بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہوئے۔ بعد ازاں ہم وہاں سے چل کر "جانگو" گئے۔ اور گو قیام نہ کیا۔ مگر دو گھنٹے ٹھہر کر تبلیغ کی۔ پھر وہاں سے تین میل پر ایک گاؤں "کالون" گئے۔ اور ہم نے اپنے ایک ساتھی کو کہا کہ گاؤں میں پھر کر اونچی آواز سے اعلان کرے کہ لوگ آ کر خدا اور اس کے رسول کی باتیں سن لیں۔ چنانچہ لوگ اپنے چیف کی مخالفت کے باوجود میدان میں جمع ہو گئے اور ہم نے تلاوت قرآن مجید کر کے وعظ شروع کر دی۔ اور دو گھنٹہ تک خوب تبلیغ کی۔ جس پر لوگ بہت خوش ہوئے۔ اور کافی وقت تک سوال و جواب ہوتے رہے۔ وہاں سے بذریعہ کشتی ایک دریا کو عبور کر کے تین میل پر ایک جگہ "باغ" میں پہنچے۔ اس وقت شدید بارش ہو رہی تھی اور پہلے ہی بارش میں دو میل پیدل سفر کر کے ہمارا برا حال تھا۔ اور تمام کپڑے تر تھے ہمیں تین میل متواتر بارش میں چلنا پڑا جس کے بعد ایک گاؤں "کابیما" پہنچ گئے۔ جہاں ہم نے تین دن قیام کیا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے دن رات تبلیغ کرنے کا موقعہ ملا۔ ہمارا بہت اکرام و احترام کیا گیا۔ اور ہر طرح سے ہمیں آرام پہنچایا ...... مہمان نوازی کی گئی اس گاؤں میں دوسرے آٹھ ...... نے مع امام مسجد بیعت کر لی۔ اور اس طرح ان مع العسر یسرا کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ہمیں مخالفت اور بارش وغیرہ سے بے آرامی کے عوض میں نہ صرف آرام پہنچایا۔ بلکہ ایک نئی جماعت عطا کر دی۔ جو اب دن بدن ایمان اور اخلاص میں ترقی کر رہی ہے اور اب اس علاقہ میں ہمارے امیر مولوی محمد صدیق صاحب نے ہمارے پاکستانی مبلغ مکرم ملک غلام نبی صاحب کو کچھ عرصہ کے لئے متعین کر دیا ہے۔

وہاں سے دو میل پر ایک قصبہ "نونو" پہنچے۔ اور ایک دن قیام کیا۔ چونکہ یہ گاؤں بہت بڑا تھا۔ اس لئے ایک کثیر التعداد مجمع ہمارے بلانے پر جمع ہو گیا۔ اور ہم نے وہاں چار گھنٹے تبلیغ کی۔ کثرت سے سوال و جواب اور بحث ہوتی رہی اور لوگوں نے ہمارا پیغام سننے میں بہت دلچسپی لی۔ اور ہم نے سلسلہ کا لٹریچر بھی مفت اور با قیمت تقسیم کیا۔ وہاں سے اگلے دن ایک جگہ "پانڈے ہوں" پہنچے۔ جہاں دو دن قیام کیا۔ اور سارا سارا دن وعظ و تبلیغ میں گذارا۔ جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے چار افراد نے احمدیت قبول کی۔ اور باقی لوگوں نے بھی ہماری باتیں توجہ سے سنیں۔

بعدہٗ وہاں سے پانچ میل طے کر کے ایک گاؤں "بابمباہوں" پہنچے۔ یہاں ہم نے چار روز قیام کیا۔ جس کے دوران میں ہم نے لیکچر بھی دیئے۔ اور انفرادی طور پر بھی گھر گھر پھر کر تبلیغ کی۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اٹھائیس افراد داخل سلسلہ ہوئے۔ الحمد۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے ہمیں اس سفر میں دوسری نئی جماعت قائم کرنے کی توفیق دے دی۔ عجیب بات ہے۔ کہ اس گاؤں میں داخل ہوتے ہی ابتداء میں ہماری شدید مخالفت ہوئی۔ اور ایک با اقتدار شخص نے ہماری سخت مخالفت کی۔ لیکن بعد میں خدا تعالیٰ نے خود بخود ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ ہم نے گاؤں کے دوسری طرف جا کر تبلیغ شروع کر دی۔ لوگوں کو ہماری باتیں اچھی لگیں۔ اور انہوں نے ہمیں عزت سے بٹھایا۔ اور رہائش کے لئے جگہ دی۔ اور اچھی طرح مہمان نوازی کی۔ اور تین چار روز میں خدا تعالیٰ نے اٹھائیس افراد کی جماعت دے دی۔ جن کے لئے اب انشاء اللہ ایک احمدیہ مسجد تعمیر کی جائے گی۔

اس گاؤں سے تین میل چل کر ایک قصبہ "دارو" پہنچے۔ جو کہ اس ملک کا ملٹری سنٹر بھی ہے۔ یہاں سے ہم ریلوے لائن کی پٹڑی پر چلتے چلتے نو میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں "کیسمبا" پہنچے۔ یہاں پہنچ کر ہم سیدھے ہی اس سارے علاقے کے پیرامونٹ چیف کے پاس گئے۔

اس نے ہماری بات سننے سے بھی انکار کر دیا اور رہائش کے لئے بھی جگہ نہ دی۔ اس وقت بارش سخت ہو رہی تھی۔ اور ہمارا حال یہ تھا کہ ہم نے صبح سے کچھ نہ کھایا تھا۔ اور صبح سے جس گاؤں میں جاتے وہاں بُرا سلوک ہوتا یا نکال دیئے جاتے۔ آخر اسی بارش میں ہم توکل علی اللہ اسی وقت آگے چل پڑے۔ صبح سے اس وقت تک ستّرہ میل پیدل چل کر ہم سخت تھکے بھی ہوئے تھے۔ گو ہمارے روانہ ہونے کے وقت بارش ختم ہو چکی تھی مگر ہم نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ بارش نے پھر گھیر لیا اور رات بھی سر پر آ رہی تھی اور پھر راستہ بھی جنگلات کا دشوار گذار تھا۔ اس اضطراری حالت میں ہم نے وہاں ہی دعا کی کہ:-

"خدایا ہم تیرے رسول عربی (صلعم) اور مہدیٔ و مرسل کے غلام ہیں اور محض تیری خاطر تیرے دین کی تبلیغ کے لئے نکلے ہیں۔ اور تھکے ماندے اور صبح سے بھوکے ہیں۔ تو ہماری مدد فرما۔" اللہ تعالےٰ نے ہماری اس اضطراری دعا کو قبول فرمایا۔ اور گو موسلا دھار بارش ہوگئی۔ مگر اس نے معجزانہ طور پر متواتر چار میل ہم سے دور رکھا۔ اور وہ بھی اس خارق عادت طور پہ کہ جس ڈنڈی پر ہم سفر کر رہے تھے اس کے صرف ایک طرف قریب ہی بارش ہوتی رہی اور دوسری طرف کوئی بارش نہ ہوئی حتیٰ کہ ہمارا راستہ بھی خشک رہا۔ یہ چار میل کا سفر طے کر کے ہم کافی رات گئے ایک قصبہ "مانڈوکوٹو ہوں" پہنچے۔ جہاں کہ ہماری مخلص جماعت احمدیہ موجود ہے۔ وہاں پہنچ کر خدا تعالےٰ کے فضل سے ہمارے احمدی بھائیوں نے ہمیں ہر طرح سے آرام پہنچایا۔ اور بہت خاطر تواضع کی۔ یہ عجیب اتفاق کی بات ہے کہ ہم اس گاؤں کے باہر ہی ابھی جماعت کے پریذیڈنٹ کے دروازے پر کھڑے ہی ہوئے تھے۔ کہ موسلا دھار بارش شروع ہوگئی جو بعد میں ساری رات ہوتی رہی۔

یہاں سے دوسرے روز ہم مزید چار میل طے کر کے ایک ریلوے سٹیشن "کوسنڈے" آئے۔ جہاں سے بذریعہ ریل "بانکا" پہنچے۔ یہاں بھی ہماری جماعت موجود ہے۔ بانکا سے ہم بذریعہ لاری "بونگو" آئے یہاں بھی اپنی جماعت کے ہاں ایک رات قیام کیا اور گاؤں کے غیر احمدیوں کو تبلیغ کی۔ اس کے بعد تین میل پیدل سفر کر کے ایک بڑے دریا "سیوا" نامی پر آئے اور بذریعہ کشتی عبور کیا۔ اور ایک گاؤں "جدئی" پہنچے۔ یہاں بھی ہماری جماعت موجود ہے۔ جن کے ہاں قیام کیا۔ اور صبح و شام وعظ و نصیحت اور تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا۔ یہاں سے پھر دریا عبور کر کے واپس "بونگو" آئے۔ اور بونگو سے کینجھا آئے۔ جہاں دو روز ٹھہر کر مختلف لوگوں کو انفرادی تبلیغ کی۔ اور لٹریچر تقسیم کیا۔

اب چونکہ ہمارا وقف کنندہ مہینہ ختم ہو چکا تھا۔ اس لئے کینجھا سے مورخہ یکم اکتوبر کو ہم بذریعہ ریل گاڑی ۵۴ میل کا سفر طے کر کے اسی دن واپس بوجو کہ ہماری جماعت کا یہاں مرکز ہے۔ اور جہاں سے ہمیں روانہ کیا گیا تھا آ گئے اور اس طرح ہمارا یہ تبلیغی مہینہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

اس دوران میں ہم کو ایک بات کا خاص طور پر تجربہ ہوا۔ وہ یہ کہ باوجود کئی قسم کی مشکلات اور مخالفت کے ہم نے اپنے نفس میں ہمیشہ انشراح اور اطمینان محسوس کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی نصرت اس طور پر شامل حال رہی کہ ہمیں کسی وقت بھی گھبراہٹ نہ ہوئی۔ اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ ہماری مدد کی اور کئی مواقع پر مخالفین کو مرعوب رکھا۔ اور ہر قسم کے سوالات کا مناسب جواب ہمیں بر وقت ہاتف غیبی کی طرف سے سمجھایا گیا۔

اس عرصہ میں ہم نے ۱۲۶ میل بذریعہ ریل اور ۱۰۹ میل پیدل اور ۶۵ میل بذریعہ لاری سفر طے کیا۔ کل قریباً دو ہزار افراد تک پیغام اسلام پہنچایا اور ... افراد بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہوئے۔

احباب دعا فرمائیں کہ جو لوگ ہمارے ذریعہ احمدی ہوئے ہیں انہیں اللہ تعالےٰ احمدیت پر قائم رہنے اور استقامت و اخلاص میں ترقی کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

# بھارت کے موصی حضرات توجہ فرمائیں

دفتر وصیت قادیان کی طرف سے ہر مالی سال کے شروع میں ختم ہونے والے مالی سال کی اصل آمد معلوم کرنے کے لئے ہر موصی کی خدمت میں براہ راست یا سیکرٹری صاحب مال کی معرفت فارم رپورٹ اصل آمد بھیجے جاتے ہیں تاہر موصی کی اصل آمد جو اس کو سال گذشتہ میں ہوئی ہو اس کے مطابق حصہ آمد کا مطالبہ کیا جا سکے۔ مگر دیکھا گیا ہے کہ بعض موصی یا بعض جماعتیں ایسے فارم واپس کرنے کی طرف توجہ نہیں دیتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ موصی کا حساب دفتر میں ادھورا پڑا رہ جاتا ہے۔

اس کے متعلق قاعدہ یہ ہے کہ اگر موصی کی طرف سے یہ فارم بعد تکمیل واپس نہ آئیں تو اس کو ایک دفعہ یاد دہانی کرائی جائے اگر پھر بھی موصی کی طرف سے فارم واپس نہ ہو تو اس کو لغو دار تصور کر کے اس کا معاملہ مجلس کارپرداز میں پیش کر دیا جائے۔ مجلس کارپرداز چاہے تو وصیت منسوخ کر دے یا دفتر کو کوئی اور کارروائی کرنے کی ہدایت کرے۔

لیکن عموماً دفتر ایسی کارروائی سے گریز کرتا ہے۔ اور کوشش یہی ہوتی ہے کہ موصی کو ایک سے زیادہ دفعہ بھی یاد دہانی کرا دی جائے۔ مگر افسوس ہے کہ بعض موصی یا بعض جماعتیں کئی بار لکھنے کے باوجود جواب نہیں دیتے۔ سو بذریعہ تحریر ہذا موصی احباب کی خدمت میں مؤدبانہ گذارش ہے کہ وہ اپنی وصیت کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے وصیت سے متعلق جملہ امور کی فوری تکمیل فرمایا کریں۔

اس طرح پر جہاں وقت اور اخراجات کی بچت ہوتی ہے۔ وہاں کام میں بھی کوئی پیچیدگی پیدا نہیں ہوتی۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنے فرائض کے سر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

خاکسار
سیکرٹری مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان

## بقیہ صفحہ ۴

مختلف قومیں اختلاف عقائد و اعمال پر بگڑ نہ جائیں۔ جیسا کہ آجکل اکثر یہ تماشا ہوتا رہتا ہے تو امن و امان کی بحالی ناممکن ہے لیکن اگر تمام فرقے اور مذاہب یہ توجیں بلند حوصلہ بن جائیں اور اپنے دل کو ہمالیہ کی طرح کریں اور ہر قسم کے خیالات کو برداشت کرنے کے عادی ہو جائیں تو ہمارا ملک بلکہ یہ ساری دنیا امن کا گہوارہ بن جائے۔

(۱۰)

عربوں میں یہ عام طور پر یہ رواج تھا کہ یونہی بات کا بتنگڑ بنا لیا کرتے تھے۔ اور ذرہ سی چپقلش کو اتنا طول دیدیتے تھے کہ سالہا سال خون خرابہ ہوتا رہتا تھا۔ اس کے باوصف ان کی آتش انتقام کا یہ عالم تھا کہ بجھ بجھ کر بھڑک اٹھتی تھی۔ اور عموماً گڑے مُردے اکھاڑ اکھاڑ کر جلتی پر تیل ڈالتے رہتے تھے۔

اسی طرح موجودہ دور میں بھی جاہل قومیں دفن شدہ مانی کو کھود کھود کر فرقہ وارانہ فسادات کو ہوا دینے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ کالی بھیڑیں تو ہر قوم میں پائی جاتی ہیں۔ اور کوئی جاتی بھی معصومیت کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ لہٰذا مناسب یہی ہے کہ گذشتہ زمانے کی برائیاں بھلا دی جائیں۔ اور اچھائیاں اجاگر کی جائیں۔ اس سلسلہ میں حضرت رسول کریم صلعم کا یہ ارشاد مشعل ہدایت ہے۔ کہ "اذکروا موتاکم بالخیر" کہ اپنے مُردوں کا ذکر خیر کیا کرو۔ تاکہ ماضی کی تلخیاں تمہاری زندگی کو اجیرن نہ بنا سکیں۔ اسی ضمن میں بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے۔

"ہم اسبات کو بھی افسوس سے لکھنا چاہتے ہیں کہ جو اسلامی بادشاہوں کے وقت میں سکھ صاحبوں سے اسلامی ملکوں نے کچھ نزاعیں کیں یا لڑائیاں ہوئیں تو یہ تمام باتیں درحقیقت دنیوی امور تھے اور نفسانیت کے تقاضا سے ان کی ترقی ہوئی تھی۔ اور دنیا پرستی نے ایسی نزاعوں کو باہم بہت بڑھا دیا تھا۔ مگر دنیا پرستوں پر افسوس کا مقام نہیں ہوتا بلکہ تاریخ بہت سی ظاہر کرتی ہیں کہ ہر ایک مذہب کے لوگوں میں یہ نمونے موجود ہیں کہ راجے اور بادشاہت کی حالت میں بھائی کو بھائی نے اور بیٹے نے باپ کو اور باپ نے بیٹے کو قتل کر دیا۔ ایسے لوگوں کو مذہب اور دیانت اور آخرت کی پرواہ نہیں ہوتی۔۔۔۔ ہر ایک فریق کے نیک دل اور شریف آدمی کو چاہیئے کہ خود غرض بادشاہوں اور راجوں کے قصوں کو درمیان میں لا کر خواہ مخواہ ایسا کینوں سے جو محض نفسانی اغراض پر مشتمل تھے آپ حصہ نہ لے۔۔۔۔۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنی کھیتی میں ان کے کانٹوں کو نہ بوئیں اور اپنے دلوں کو محض اس وجہ سے خراب نہ کریں کہ ہم سے پہلے بعض ہماری قوم میں ایسا کام کر چکے ہیں۔" (رست بچن)

# ایک مفید تبلیغی کتابچہ

## تبلیغ اسلام کے کاموں میں اپنی جماعت کے علاوہ دیگر مسلمان شرفاء کا تعاون حاصل کیا جائے

نظارت دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے ایک کتابچہ اسلام دنیا کے کناروں تک" شائع کیا گیا ہے۔ جس میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی اور خدمت اسلام کے مختلف کاموں کا مختصر خاکہ پیش کیا گیا ہے یہ کتابچہ دیگر مسلمان احباب کو بھی جماعت کے تعمیری کاموں سے آگاہ کرنے کے لئے بہت مفید ہے۔ جس کی ایک عرصہ سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے گذشتہ سال اپنے ایک خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا تھا کہ آنحضرت صلعم کی حیات طیبہ اور اسلام کے متعلق مخالفین کی غلط بیانیوں کو دور کرنے اور بیرونی ممالک میں تراجم قرآن مجید اور تبلیغ اسلام کے کاموں کے لئے اپنی جماعت کے علاوہ دیگر مسلمان شرفاء کو بھی چندہ کی تحریک کی جائے اور یہ تبھی ہو سکتا ہے۔ جبکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ جماعت احمدیہ کس قدر مفید اور موثر طریق پر خدمت اسلام کے کام دنیا کے کونے کونے میں کر رہی ہے"۔

اس کتابچہ کی کاپیاں جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے سیکرٹریان مال اور مخلصین احباب کو بھجواتے ہوئے توجہ دلائی گئی تھی کہ وہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں جماعت احمدیہ کے تعمیری کاموں سے دلچسپی رکھنے والے دیگر مسلمان احباب کو بھی تحریک فرمادیں۔ اور ان سے زیادہ سے زیادہ چندہ وصول کر کے مرکز میں بمد "چندہ اشاعت اسلام" بھجوائیں۔

امید ہے کہ جماعتوں کے عہدہ داران اور دیگر احباب زیادہ سے زیادہ اس میں دلچسپی لے کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل کرنے والے بن سکیں۔

ناظر بیت المال قادیان

---

# شعائر اللہ کی خدمت و حفاظت کی سعادت حاصل کرنے کا زرّیں موقعہ

"ہمارا فرض ہے کہ ہم قادیان میں رہنے والوں کی دلجمعی کی پوری کوشش کریں"۔

(ارشاد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

"دراصل قادیان کو آباد رکھنا ساری جماعت کا فرض ہے۔ مگر تقدیر الٰہی کے ماتحت ایک حصہ کو قادیان سے نکلنا پڑا۔ اور دوسرا حصہ قادیان میں آباد ہونے کی توفیق نہ پا سکا۔ اور صرف قلیل حصہ کو ہی یہ سعادت نصیب ہوئی۔ کہ وہ موجودہ حالات میں قادیان میں ٹھہر کر خدمتِ دین بجا لادیں۔ پس دوسروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے ان بھائیوں کی خدمت اور آرام کا خیال رکھیں اور انہیں کم از کم ایسی مالی پریشانیوں سے بچائیں جو توجہ کے انتشار کا موجب ہوں۔ حقیقتاً ہم پر یہ درویشوں کا احسان ہے کہ وہ بھاری قربانی کر کے قادیان میں ہماری نمائندگی کر رہے ہیں پس یہ امداد ہرگز صدقہ یا خیرات کے رنگ میں نہیں بلکہ محبت کا ایک تحفہ ہے جو شکرانہ اور قدر دانی کے رنگ میں ہم پاکستانی و ہندوستانی دوست درویشوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں"۔

(حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ)

مندرجہ بالا ارشادات کے پیشِ نظر میں امید کرتا ہوں کہ احباب زیادہ سے زیادہ درویش فنڈ میں حصہ لیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

---

## درخواستہائے دعا

۱۔ مکرم حاجی محمد ابراہیم صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کانپور کی اہلیہ کافی عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ دوست ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔ ۲۔ مکرم محمد لطیف صاحب ابن حاجی صاحب موصوف آپ کے [illegible] خدمت دین کی توفیق ملنے اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ ۳۔ میرے حقیقی برادر عزیز رشید احمد سلمہ اللہ ایک عرصہ سے بیمار ہیں۔ والدین سخت پریشان ہیں عزیز کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے احباب درد دل سے دعا فرمائیں۔ [illegible]

---

[illegible] بلکہ طوعی تحریکات میں بھی زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر احباب اپنے ایمان اور اخلاص کا اعلیٰ نمونہ پیش کریں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ ہم سب کو زیادہ سے زیادہ خدمت سلسلہ کی توفیق عطا کرے اور ان راہوں پر چلائے۔ جو اس کے فضل اور رضا کی راہیں ہیں۔ آمین ثم آمین

ناظر بیت المال قادیان

---

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (قرآن مجید)

(ترجمہ) تم نیکی کا اعلیٰ مقام اس وقت تک ہرگز نہیں پا سکتے۔ جب تک ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرو جن سے تم پیار رکھتے ہو۔

# سلسلہ کی مالی ضرورت

اور

# احباب جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کا فرض

جماعت احمدیہ کی تبلیغی۔ تربیتی۔ تعلیمی۔ انتظامی اور دیگر ضروریات کی انجام دہی بیت المال کی آمد پر موقوف ہے۔ اور بیت المال کی ذرائع آمد کا انحصار افراد جماعت کے چندوں پر ہے جماعت احمدیہ روز افزوں ترقی اور سلسلہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات اس کی متقضی ہیں۔ کہ جماعت کا ہر فرد مالی قربانیوں میں حصہ لے کر اپنے ایمان اور اخلاص کا عملی ثبوت دے۔

اس وقت جماعت احمدیہ خاص حالات اور غیر معمولی دور میں سے گذر رہی ہے۔ مشکلات اور تکالیف کا یہ دور ہمیں مسلسل غیر معمولی قربانیوں کی دعوت دے رہا ہے۔ ہمارے اخلاص اور قربانی کا اعلیٰ نمونہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کر کے ہمیں جلد کامیابی اور ترقی کے دروازے تک پہنچا سکتا ہے۔ اور ہماری معمولی سی کوتاہی اور فرائض سے عدم توجہی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بن کر جماعت کی ترقی اور روحانی کامیابی کے دن کو پیچھے ڈال سکتی ہے۔ احباب جماعت پر مالی قربانیوں کی ضرورت اور اہمیت کو واضح کرنے کے لئے ذیل میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات درج کئے جاتے ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:۔

"خدا کی رضا کو تم پا ہی نہیں سکتے جبتک تم اپنی رضا کو چھوڑ کر اپنی عزت کو چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے۔ اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے۔ جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے"۔

نیز فرمایا:۔

"ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے اس کے لئے اب وقت ہے کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے۔ جو شخص ایک پیسہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ سلسلہ کے مصارف کے لئے ماہ بماہ ایک پیسہ دیوے۔ اور جو شخص ایک روپیہ دے سکتا ہے وہ ایک روپیہ ماہوار ادا کرے۔ . . . . . . . . . ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدر وسعت مدد دینی چاہیئے۔ تا خدا تعالےٰ بھی انہیں مدد دے . . . .

. . . . . . عزیزو! یہ دین کے لئے اور دینی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو۔ کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔ چاہیئے کہ زکوٰۃ دینے والا اس جگہ زکوٰۃ بھیجے۔ اور ہر ایک شخص فضولیوں سے اپنے تئیں بچائے۔ اور اس راہ میں روپیہ لگاوے۔ اور ہر حال صدق دکھا دے۔ تا فضل اور روح القدس کا انعام پاوے۔ کیونکہ یہ انعام ان لوگوں کے لئے تیار ہے جو اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھو۔ مجھے روپیہ کی ضرورت نہیں۔ میں اپنے لئے تم سے کچھ نہیں مانگتا میں خدا کے لئے اس کے دین کی اشاعت کے لئے تم سے مانگ رہا ہوں اگر تم چندے میں حصہ نہیں لو گے۔ تو خدا خود اپنے دین کی ترقی کے سامان کرے گا۔ مگر میں اسے ڈراتا ہوں۔ کہ تم دین کی ترقی میں حصہ نہ لے کر گنہگار نہ ہو۔ پس میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ تم اس موقعہ کو غنیمت سمجھو۔ اور خدمتِ اسلام کے لئے اپنے مالوں کو قربان کر دو۔ جو شخص تکلیف اٹھا کر اس خدمت میں حصہ لے گا۔ میں اس کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ دعا کر چکے ہیں کہ اے خدا جو شخص تیرے دین کی خدمت میں حصہ لے۔ تو اس پر اپنے فضلوں کی بارش نازل فرما اور آفات و مصائب سے اسے محفوظ رکھ۔ پس جو اس میں حصہ لے گا اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا سے حصہ ملے گا اور پھر میری دعاؤں میں بھی حصہ دار ہوگا . . . . . . . جو شخص زیادہ حصہ لے سکتے ہیں۔ انہیں میں کہتا ہوں کہ میری حدبندیوں کو نہ دیکھو۔ خدا تعالےٰ کے پاس غیر محدود ثواب ہے۔ اگر تم زیادہ قربانی کرو گے۔ تو زیادہ ثواب کے مستحق ہو گے"۔

پس ضروری ہے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور صحیح رنگ میں دین کو دنیا پر مقدم کر کے جماعت کے ہر فرد کو مالی فرائض کی ادائیگی میں باقاعدہ بنائیں تاکہ جماعت میں کوئی فرد ایسا نہ رہے۔ جو نادہندہ یا بقایادار یا بے شرح ہو اور نہ صرف یہ کہ جملہ احباب لازمی چندوں کو باقاعدگی سے ادا کریں ب

# خبریں

دیوبند ۵ دسمبر۔ مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی صدر المدرسین دار العلوم دیوبند ایک طویل علالت کے بعد آج بعد دوپہر ۸۲ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ نے وطن کی جنگ آزادی میں نمایاں حصہ لیا اور شروع سے ہی کانگرس اور اس کے اصولوں کے حامی رہے جمیعۃ العلماء کی صدارت کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔ آپ کی وفات پر صدر جمہوریہ ہند وزیر اعظم اور دیگر ملکی نیتاؤں نے تعزیت کے پیغام بھیجے۔

ماسکو ۸ دسمبر۔ پہلے روسی چاند کو لے جانے والے راکٹ کے تباہ شدہ ٹکڑے الاسکا میں گر پڑے۔ تاس نیوز ایجنسی نے بتایا ہے کہ اس میں یکم دسمبر سے آگ لگی تھی اور وہ بہت جلد شکست و ریخت کی نذر ہو گیا۔ اور اس کے ٹکڑے کا مرکزی حدود میں الاسکا کے مغربی ساحل پر گر پڑے۔

نئی دہلی ۷ دسمبر۔ اس امر کا پتہ لگانے کے لئے کہ تمباکو کو کھانے اور پینے کی وجہ سے بعض اعضاء میں سرطان کا مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ ہندوستان میں تحقیق و تفتیش کی گئی ہے ۱۹۵۲ء میں جو تحقیق کی گئی تھی۔ اس سے معلوم ہوا ہے کہ منہ کے حلقے میں سرطان کا مرض نیویارک اور لندن کے مقابلے میں بمبئی میں بہت زیادہ لاحق ہوتا ہے بمبئی میں مرض سرطان کے ہسپتال میں اس مرض کے جتنے مریضوں کا علاج معالجہ کیا گیا تھا ان میں سے ۳۷ فی صدی۔ منہ کے سرطان میں مبتلا تھے جبکہ نیویارک اور لندن میں مریضوں کا اوسط علی الترتیب ۱۲ اور ۷ فی صدی تھی۔

تحقیق و تفتیش کے دوران میں جو اعداد و شمار جمع کئے گئے تھے ان کے تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ تر گال میں سرطان کا مرض تمباکو کھانے اور زبان میں سرطان کا مرض بیڑی پینے اور تمباکو کھانے سے اور حلق اور خوراک کی نالی کے نچلے حصوں میں یہ مرض سگریٹ اور بیڑی پینے سے ہوتا ہے۔

ترچناپلی ۹ دسمبر۔ وزیر اعظم شری نہرو نے آج یہاں ایک پبلک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے مدراس میں دراوڑ کازگام کی ایجی ٹیشن کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ دراوڑ کازگام نے قومی جھنڈے اور قومی آئین کی جو توہین کی ہے۔ وہ نا قابل معافی جرم ہے۔ کوئی مہذب ملک آئین اور جھنڈے کی توہین برداشت نہیں کر سکتا۔ اگر دراوڑ کازگام کا لیڈر یا کوئی اور ہمارے آئین کو پسند نہیں کرتا تو اُسے بوریا بستر گول کر کے بھارت سے نکل جانا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے کہ ایسے شخص کے لئے بھارت میں کوئی جگہ نہیں۔ جو جھنڈے یا آئین کی توہین کرتا ہو۔ یہ سیاسیات یا مدراس میں ذات پات کا سوال نہیں۔ یہ بھارت اور بھارت کی عزت کا سوال ہے۔ مصنوعی سیاروں ایٹمی اور ہائیڈروجن بموں کے اس دور میں کوئی بھی ملک تخریبی عناصر کو سرگرمیاں جاری رکھنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اور کوئی بھی ملک یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ تخریبی عناصر انتشار پیدا کریں۔

# زندہ اور فعال جماعت

(بقیہ صفحہ ۲)

شیریں پھلوں کی تلاش کی جائے۔ اور ہمارا دعویٰ ہے کہ اسلام کے شجرہ طیبہ کی ایسی ثمر دار شاخ اس وقت احمدیت ہے۔ جو اپنی گوناگوں خوبیوں اور امتیازی شان کے باعث اس بات کا حق رکھتی ہے کہ اس زمانہ میں دیگر فرقہ ہائے اسلام کی جگہ لے۔ کون نہیں جانتا کہ خدمت اسلام کے وہ مقدس کام جن کی اس وقت اسلام کو ازحد ضرورت ہے۔ خدا کے فضل سے اسی برگزیدہ جماعت کے ذریعہ انجام پا رہے ہیں۔ اس وقت جبکہ چاروں طرف سے دجالی فتنے زوروں پر ہیں اسلام کی طرف سے یہی واحد جماعت ہر میدان میں نہ صرف سینہ سپر کھڑی ہے بلکہ کامیابی کے ساتھ آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ کفر و الحاد کے خوفناک طوفان کیے وقت زندہ اور چمکتی ہوئی روحانیت کے کرشمے اسی جماعت کے ذریعے ظاہر ہو رہے ہیں۔ ایک روشن اور پُر امید مستقبل اس کے سامنے ہے۔ نہ مٹنے والا عزم اس کے افراد کے دلوں میں موجود ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ قدم قدم پر خدائی تائید و نصرت اس کے شامل حال ہے۔ جو اس کی زندگی اور فعالیت پر زندہ گواہ ہے۔ بس کیا ہی خوش قسمت ہے وہ انسان جو ان حقائق پر نظر کرتے ہوئے اپنے لئے صحیح رستہ کی تعیین کرتا ہے۔ ورنہ دل خوش رکھنے کے لئے بہت کچھ تاویلات سے کام لیا جا سکتا ہے۔ لیکن واضح حقائق کے سامنے خیالی باتوں کو چنداں اہمیت حاصل نہیں۔

وان الظن لا یغنی من الحق شیئاً!!

# تبادلہ مبلغین

۱۔ محترم مولوی محمد سلیم صاحب فاضل کا تبادلہ دہلی دار التبلیغ میں اور مولوی بشیر احمد صاحب فاضل کا تبادلہ کلکتہ کے دار التبلیغ میں کر دیا گیا ہے۔ مولوی بشیر احمد صاحب عنقریب کلکتہ پہنچ کر اپنے مفوضہ فرائض سرانجام دینا شروع کر دیں گے۔

احباب جماعت کلکتہ و بنگال اور اڑیسہ کی جملہ جماعتیں جو مولوی بشیر احمد صاحب کے حلقہ میں ہیں سے درخواست ہے کہ وہ اپنے علاقہ کے مبلغ انچارج سے پورا پورا تعاون فرمائیں تاکہ تبلیغ و تربیت کا کام بہتر رنگ میں سرانجام پا سکے۔

مکرم مولوی محمد سلیم صاحب فاضل ان دنوں رخصت حاصل کر کے کلکتہ میں مقیم ہیں۔ اور بعد اختتام رخصت وہ دہلی کے دار التبلیغ میں کام شروع کر دیں گے۔ احباب جماعت ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمادیں۔ مولوی بشیر احمد صاحب کا کلکتہ میں حسب ذیل ایڈریس ہوگا

انجمن احمدیہ نمبر ۲۰۵ نیو پارک سٹریٹ کلکتہ ۱۶

Anjuman Ahmadiyya

No 205 New Park street calcutta - 16

۲۔ مولوی فیض احمد صاحب مبلغ تیاپور کا تبادلہ جماعت احمدیہ یادگیر میں کر دیا گیا ہے۔ لیکن تیاپور شوراپور۔ دیودرگ کی جماعتیں بھی ان کی نگرانی میں ہوں گی۔ اور وہ وقتاً فوقتاً ان جماعتوں کا دورہ بھی کیا کریں گے۔ اسلئے جملہ احباب ان سے تعاون فرمائیں۔

۳۔ مکرم حکیم محمد سعید صاحب مبلغ سرینگر کا صدر انجمن احمدیہ کے فیصلہ کے مطابق یکم اکتوبر ۱۹۵۷ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۵۸ء تک سرینگر سے جموں تبادلہ کر دیا گیا ہے۔ جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ جموں سے درخواست ہے کہ وہ مکرم محمد سعید صاحب انچارج مبلغ جموں و کشمیر سے کماحقہٗ تعاون فرمادیں۔ کیونکہ وہ نظارت ہذا کی اجازت سے صوبہ جموں کا تبلیغی دورہ بھی کریں گے۔ جموں میں مکرمی حکیم صاحب کا پتہ حسب ذیل ہوگا:۔

مسجد احمدیہ محلہ دنبیلاں جموں شہر

(مرزا وسیم احمد ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)